

انبیاء علیہم السلام
کاسلیم نسب

صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت آدمؑ تا حضرت محمدؐ

محمد جمیل احمد

۲۹۷۹۹۲
ج ۵۸

فہرست مندرجات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۔	پیش لفظ	۹
۲۔	حضرت آدم علیہ السلام اور اولادِ آدم	۱۳
۳۔	حضرت اور لیس علیہ السلام	۱۴
۴۔	حضرت نوح علیہ السلام	۱۵
۵۔	آلِ نوح	۱۶
۶۔	آلِ سام بن نوح	۱۷
۷۔	آلِ حام بن نوح	۱۷
۸۔	کوش بن حام بن نوح	۱۸
۹۔	مصر بن حام بن نوح	۱۸
۱۰۔	کنعان بن حام بن نوح	۱۹
۱۱۔	آلِ یافث بن نوح	۲۰
۱۲۔	جمر بن یافث بن نوح	۲۰
۱۳۔	یادان بن یافث بن نوح	۲۱
۱۴۔	حضرت ہود علیہ السلام	۲۲
۱۵۔	آلِ ہود	۲۳
۱۶۔	حضرت صالح علیہ السلام	۲۵
۱۷۔	حضرت ابراہیم علیہ السلام	۲۷
۱۸۔	آلِ ابراہیم علیہ السلام	۳۱
۱۹۔	ازواجِ ابراہیم (حضرت سارہ، حضرت ہاجرہ، حضرت قطورہ)	۳۲
۲۰۔	حضرت لوط علیہ السلام	۳۴
۲۱۔	حضرت اسماعیل علیہ السلام	۳۵
۲۲۔	اولادِ اسماعیل	۳۶



غیر مجلد: 969 0 01791 8

بار اول ----- ۲۰۰۳ء

فیروز سنز ریلیوٹ لمیٹڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 60۔ شاہراہ قائد اعظم، لاہور۔

راولپنڈی آفس: 277۔ پشاور روڈ، راولپنڈی۔

کراچی آفس: فیسٹ فلور، مہراں ہائٹس، کراچی۔

Ambbia Ka Silsala-e-Nasb

Muhammad Jamil Ahmad

انبیاء کا سلسلہ نسب

محمد جمیل احمد

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل کرنے یا کسی بھی طریقے سے محفوظ کرنے،

فونو کاپی کرنے یا ترسیل کرنے کی اجازت نہیں۔

© 2003ء، جملہ حقوق فیروز سنز ریلیوٹ لمیٹڈ محفوظ ہیں۔

کتاب کا مواد مصنف کی تحقیق اور آراء پر مبنی ہے۔ ناشر مکمل طور پر غیر جانبدار ہے۔

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر و پبلشر

۲۳	حضرت اسحاق علیہ السلام	۳۸
۲۴	حضرت یعقوب علیہ السلام	۳۹
۲۵	حضرت یوسف علیہ السلام	۴۱
۲۶	حضرت ایوب علیہ السلام	۴۳
۲۷	حضرت شعیب علیہ السلام	۴۶
۲۸	حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہم السلام	۴۸
۲۹	حضرت یوشع علیہ السلام	۵۱
۳۰	حضرت شموئیل علیہ السلام	۵۲
۳۱	حضرت داؤد علیہ السلام	۵۷
۳۲	حضرت سلیمان علیہ السلام	۶۰
۳۳	حضرت الیاس علیہ السلام	۶۲
۳۴	حضرت الیسع علیہ السلام	۶۴
۳۵	حضرت ذوالکفل علیہ السلام	۶۶
۳۶	حضرت یونس علیہ السلام	۶۷
۳۷	حضرت عزیر علیہ السلام	۶۸
۳۸	حضرت زکریا علیہ السلام	۷۰
۳۹	حضرت یحییٰ علیہ السلام	۷۲
۴۰	حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام	۷۳
۴۱	خاتم الانبیاء، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ	۷۸
۴۲	دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کے	
	چند خصائص کبریٰ	۸۷
۴۳	حیات نبوی ﷺ کے کچھ اہم واقعات کی تاریخیں	۹۴
۴۴	غزوات و سرایا اور ان میں شہداء کی تعداد	۱۰۰
۴۵	مدت حیات اور مدت رسالت	۱۰۰
۴۶	اولاد گرامی	۱۰۰

۴۷	اولاد ذکور (حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت ابراہیم)	۱۰۱
۴۸	بنات النبی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)	۱۰۱
	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۰۱
	سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۰۲
	سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۰۲
	سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۰۲
۴۹	ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۱۰۳
	حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۰۳
	حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۰۴
	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۰۵
	حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۰۷
	حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خزیمہ	۱۰۸
	حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۰۸
	حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش	۱۰۹
	حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۱۱
	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۱۱
	حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۱۲
	حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۱۳
۵۰	آل محمد ﷺ	۱۱۵
	حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بنی فاطمہ	۱۱۵
	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولادیں دیگر ازواج سے	۱۱۶
۵۱	حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱۷
۵۲	حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱۸
۵۳	حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۸
۵۴	حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۹

- ۵۵۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۰
- ۵۶۔ حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۱
- ۵۷۔ حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۲
- ۵۸۔ حضرت امام محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳
- ۵۹۔ حضرت امام علی نقی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳
- ۶۰۔ حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۴
- ۶۱۔ حضرت امام محمد المہدی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۵
- ۶۲۔ دیگر علماء انساب کا بیان ۱۲۵
- ۶۳۔ حضرت عبدالقادر جیلانی اور حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہما کا سلسلہ نسب حضور ﷺ تک ۱۲۷
- ۶۴۔ چند صحابہ اور صحابیات کی حضور ﷺ سے رشتہ داری یا تعلق ۱۲۹
- الف: چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲۹
- خلفاء راشدین: حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲۹
- حضرت ابوسفیان اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۳۰
- حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳۰
- حضرت حمزہ، حضرت عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ ۱۳۱
- حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳۱
- حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت حمیر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۳۱
- حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳۱
- حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳۱
- حضرت عبداللہ بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معروف بہ ابوسلمہ) ۱۳۲
- حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳۲
- حضرت خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حذافہ ۱۳۲

- حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳۲
- حضرت بوسیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی رفیم ۱۳۲
- حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو ۱۳۲
- حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زمعہ ۱۳۲
- حضرت طلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمیر ۱۳۳
- حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳۳
- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳۳
- ب: چند صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۳۴
- حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش ۱۳۴
- حمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش ۱۳۴
- زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی سلمہ ۱۳۴
- حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبیدہ اسد بن جحش ۱۳۴
- صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبدالمطلب ۱۳۴
- فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت اسد ۱۳۵
- امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۳۵
- أم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۳۵
- أم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۳۵
- أم الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۳۶
- أم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۳۶
- أم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۳۶
- أم حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۳۷
- اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمیس ۱۳۷
- اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابوبکر ۱۳۷
- حلیہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۳۸
- خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حکیم ۱۳۸
- أم رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۱۳۸

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے ہر قوم میں اپنے ہادی اور پیغمبر بھیجے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: **وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ** (سورہ یونس۔ آیت ۴۷) (ترجمہ) اور ہر امت کی طرف رسول بھیجا گیا۔

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (سورہ رعد۔ آیت ۷)

(ترجمہ) اور ہر قوم میں ایک ہادی ہوا ہے۔

وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ (سورہ فاطر۔ آیت ۲۴)

(ترجمہ) اور کوئی امت نہیں مگر اس میں ڈرانے والا گزر چکا ہے۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تشریف لائے، مگر قرآن کریم یا حدیث نبوی ﷺ میں ان کے نام مذکور نہیں اس لیے ہم نہیں جانتے کہ یہ محترم اور بزرگ ہستیاں کون تھیں اور کہاں، کس جگہ اور کس زمانے میں ان کا ظہور ہوا؟ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (سورہ مؤمن۔ آیت ۷۸)

(ترجمہ): اور ہم نے تم سے پہلے (بہت سے) پیغمبر بھیجے۔ ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے حالات تم سے بیان کر دیئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات بیان نہیں کیے۔ بالآخر یہ سلسلہ سرور انبیاء، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوا اور آپ کے بعد سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا گیا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

(سورہ احزاب۔ آیت ۴۰)

(ترجمہ): محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

یہاں ایک بات غور طلب ہے کہ قرآن کریم ایک ہی جملے میں آپ کے کسی مرد کے باپ نہ ہونے اور رسول و خاتم النبیین ہونے کا ذکر کر رہا ہے۔ ان دونوں باتوں میں ربط کیا ہے؟ غور کرنے سے یہ نکتہ نظر آتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی بارگاہ ایزدی

میں مقبولیت کے نتیجے میں آپ کے بعد آپ کی تین نسلوں میں مسلسل نبوت کا سلسلہ جاری رہا۔ سنت الہی میں تبدیلی نہیں ہوتی لہذا حضور اقدس ﷺ کی مقبولیت اور محبوبیت کا جو مقام تھا وہ اس بات کا متقاضی تھا کہ اگر آپ کی اولاد زینہ زندہ ہوتی تو معلوم نہیں کب تک نبوت کا سلسلہ جاری رہتا، مگر چونکہ آپ خاتم النبیین ہیں اس لیے آپ کو اولاد ذکر نہیں دی گئی۔ آپ کے بیٹے تولد ہوئے مگر حکمت الہی سے بچپن ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ختم نبوت کا ایسا اعلان بار بار خود حضور اقدس ﷺ کی زبان مبارک سے بھی ہوا ہے، چنانچہ ایک مشہور حدیث کے الفاظ ہیں:

لا نبی بعدی (ترجمہ): میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

خلاصہ یہ کہ ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں جو حضرت آدم علیہ السلام سے رسول خاتم النبیین تک دنیا میں تشریف لائے، ہم صرف ان ہی سے واقف ہیں جن کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے اور آئندہ صفحات میں ان ہی کے سلسلہ نسب کو تلاش کرنے اور پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

”انبیائے قرآن“ ☆ کی تصنیف کے دوران نومبر ۱۹۵۳ء میں میں نے ”انساب الانبیاء“ کے نام سے ان تمام انبیاء کرام کا سلسلہ نسبت جن کا نام اور ذکر قرآن کریم میں آیا ہے، ایک شجرہ نقشے کی صورت میں تورات، انجیل اور اسلامی تاریخ کی مدد سے مرتب کیا تھا جس میں ان تمام انبیاء کرام کی ازواج و اولاد، ان کا زمانہ، مقام اور عمریں بھی درج تھیں۔ یہ شجرہ اہل علم اور اہل ذوق حضرات نے بہت پسند کیا مگر یہ شجرہ اس قدر طویل ہو گیا تھا کہ اس کا چھپنا ممکن نہیں تھا، لہذا ارباب ذوق کا عرصے سے تقاضا اور اصرار تھا کہ اس کو کتابی صورت میں پیش کیا جائے، چنانچہ اب میں اسے کچھ مزید مگر مختصر ضروری اشاروں کے ساتھ کتاب کی صورت میں پیش کر رہا ہوں۔ جن حضرات کو مزید تفصیلات کی خواہش ہو وہ میری کتاب ”انبیائے قرآن“ سے رجوع فرمائیں۔

یہاں چند امور کی طرف اشارہ کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام

☆ ”انبیائے قرآن“ میری ایک مفصل تحقیقی تصنیف ہے، جس کی تین جلدیں غلام علی ایڈنسرز، لاہور نے ۱۹۶۰ء میں شائع کیں۔ ابھی چند سال پہلے لاہور میں ایک صاحب نے میری تحقیقات، حتیٰ کہ اکثر جگہ وہی عبارتیں نقل کر کے بغیر میری کتاب یا میرا حوالہ دیئے ہوئے ایک مختصر کتاب اپنے نام سے چھاپی ہے اور جرأت نہ اندہ یہ کہ نام بھی میری ہی کتاب کا یعنی ”انبیائے قرآن“ رکھا ہے۔

کے نسب اور عمریں (انبیاء بنی اسرائیل تک) تورات کی ”کتاب پیدائش“ میں بیان ہوئے ہیں، مگر تورات کی ”کتاب پیدائش“ خود یہودی علماء اور مغربی محققین کے نزدیک بھی سخت محل نظر ہے مگر چونکہ اس زمانہ قبل از تاریخ کی کوئی اور سند یا ماخذ موجود نہیں ہے اس لیے مجبوراً اسی کو اختیار کرنا پڑا ہے۔ ”کتاب پیدائش“ کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدم کی دسویں پشت میں ہیں اور اگر اس زمانے کی تورات میں بیان کردہ عمروں کو بھی پیش نظر رکھا جائے تب بھی یہ ممکن نہیں کہ اس عرصے میں تمام لوگ دین حقہ اور عقیدہ توحید کو یکسر فراموش کر چکے ہوں۔ قرآن کریم نے صراحت کی ہے کہ ان چند لوگوں کے علاوہ جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لائے، باقی تمام قوم کافر اور بت پرست تھی اور وڈا، سواع، یغوث، یعوق اور نسرنامی بتوں کی پوجا پر قائم تھی (سورہ نوح۔ آیت ۲۳)۔ علاوہ ازیں جدید مغربی محققین کی تحقیق کے مطابق طوفان نوح کی تاریخ ۳۲۳۲ قبل مسیح بتائی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا زمانہ تو اس سے بے حد قدیم ہو گا۔ گمان ہوتا ہے کہ کتاب پیدائش میں صرف یاد رہ جانے والی کچھ مشہور ہستیوں کا نام لیا گیا ہو گا اور درمیان کی کڑیاں حذف ہو گئی ہوں گی۔

حضور اکرم ﷺ کا سلسلہ نسب عدنان تک مستند ہے اور صحیح بخاری میں خود زبان نبوت سے مذکور ہے۔ اس کے بعد سلسلے میں اختلاف ہے۔ ہم نے زیادہ صحیح اور مستند سمجھ کر طبری کی تاریخ اور ابن سعد کی طبقات الکبریٰ کی روایت کو اختیار کیا۔

انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ نسب کو مرتب کرنے میں ہمارے ماخذ مندرجہ ذیل ہیں: تورات، کتاب پیدائش، انجیل، صحیح بخاری، صحیح مسلم، تاریخ طبری، طبقات ابن سعد، ارض القرآن (مصنف سید سلیمان ندوی) اور رحمتہ للعالمین (مصنف سید سلمان منصور پوری) تاریخ آئمہ وغیرہ۔ امید ہے کہ یہ کوشش ارباب ذوق اور محققین کو پسند آئے گی۔

وما توفیقی الا باللہ

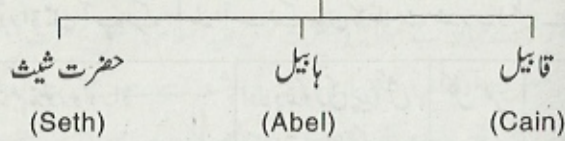
محمد جمیل احمد

۱۹۳۷ء، ایم، بلاک ۲

پی ای سی ایچ سوسائٹی، کراچی۔

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۴ دسمبر ۲۰۰۰ء

حضرت آدم علیہ السلام (Adam)



حضرت آدم علیہ السلام کا زمانہ نہایت قدیم اور قبل از تاریخ کا نامعلوم دور ہے۔ دنیا میں آپ کے مقام نزول کے بارے میں لوگوں نے مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ کسی نے افریقہ، کسی نے مشرقی بعید (سری لنکا)، کسی نے مکہ مکرمہ کا نام لیا ہے مگر توراۃ نے آپ کا مقام عدن بتایا ہے (کتاب پیدائش باب ۹-۸)۔

توراۃ کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ۹۳۰ سال ہوئی (کتاب پیدائش باب ۵-۵) اور آپ کے تین بیٹوں کا ذکر توراۃ میں ہے۔

(۱) قابیل (Cain) یہ دنیا کا پہلا قاتل ہے۔ اس کا پیشہ زراعت تھا۔ یہ گمراہ اور خطاکار تھا اور اس نے اپنے بھائی ہابیل کو رشک و حسد کی بنا پر قتل کر دیا تھا۔

(۲) ہابیل (Abel) یہ بہت متقی اور پرہیزگار تھا۔ اس کا پیشہ چوپانی تھا۔ دونوں بھائیوں نے بارگاہ الہی میں نذر پیش کی تھی۔ تقویٰ کی بنا پر ہابیل کی نذر قبول ہوئی اور قابیل کی نذر قبول نہیں ہوئی، جس پر مشتعل ہو کر قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ ہابیل دنیائے انسانیت کا پہلا بے گناہ مقتول ہے۔

(۳) حضرت شیث علیہ السلام (Seth)۔ یہ پیغمبر تھے۔ ہابیل کی شہادت کے بعد جب حضرت آدم کی عمر ۱۳۰ سال تھی تو آپ پیدا ہوئے۔ آپ حضرت آدم علیہ السلام کی شکل صورت کے تھے۔ آپ نے ۹۱۲ سال کی عمر پائی۔

(کتاب پیدائش: باب ۵-۷:۲۳)

حضرت ادریس علیہ السلام

توراة میں آپ کے سلسلہ نسب کے بیان کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

نام مذکورہ توراة	اولاد مذکور کی پیدائش کے وقت والد کی عمر☆	کل عمر	حوالہ
۱۔ حضرت آدم علیہ السلام (Adam)	۱۳۰ سال	۹۳۰ سال	توراة۔ کتاب
۲۔ حضرت شیت علیہ السلام (Seth)	۱۵۰ سال	۹۱۲ سال	پیدائش باب ۱۵۔ ۴
۳۔ انوش (Enos)	۹۰ سال	۹۰۵ سال	
۴۔ قینان (Cainan)	۷۰ سال	۹۱۰ سال	
۵۔ محلل ایل (Mahalahleel)	۶۵ سال	۸۹۵ سال	
۶۔ یارد (Jared)	۱۶۲ سال	۹۶۲ سال	
۷۔ حنوک (Enoch) حضرت ادریس		۳۶۵ سال	

حضرت ادریس علیہ السلام کا مسکن، زمانہ اور قوم کا حال معلوم نہیں۔ قرآن کریم نے ان کا ذکر انبیاء علیہم السلام میں کیا ہے اور ان کی بزرگی اور صدیقیت کا اعلان کیا ہے (سورہ مریم)۔ توراة نے بھی ان کی معیت الی اللہ کا ذکر کیا ہے۔ توراة اور قرآن دونوں نے ان کا بلند مقام پر اٹھائے جانے کا ذکر کیا، جس سے رفع الی السماء مراد ہے۔ معراج کی شب رسول ﷺ نے چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام ایک ہی شخصیت کے نام ہیں چونکہ حضرت الیاس علیہ السلام کے رفع الی السماء کا ذکر بھی توراة میں موجود ہے، مگر قرآن کریم نے دونوں کے الگ الگ نام لیے ہیں، اس لیے یہ ایک ہی شخصیت نہیں ہو سکتی۔

☆ حضرت شیت کی پیدائش کے وقت حضرت آدم کی عمر ۱۳۰ سال تھی، انوش کی پیدائش کے وقت حضرت شیت کی عمر ۱۵۰ سال تھی، قینان کی پیدائش کے وقت انوش کی عمر ۹۰ سال تھی۔ قاری حضرات اس سلسلہ نسب کو اسی طور پر سمجھیں۔

حضرت نوح علیہ السلام (Noah)

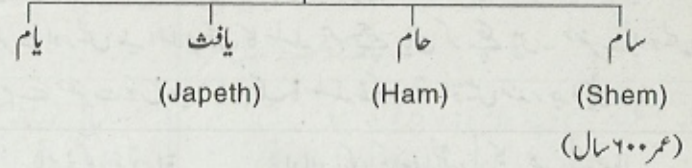
توراة کے بیان کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کا تعلق حضرت آدم علیہ السلام کی دسویں اور حضرت ادریس علیہ السلام کی تیسری پشت سے ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت ادریس علیہ السلام تک کا سلسلہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام تک کا سلسلہ مذکورہ توراة میں مندرجہ ذیل ہے:

نام مذکورہ توراة	اولاد مذکور کی پیدائش کے وقت والد کی عمر	کل عمر	حوالہ
۷۔ حنوک (Enoch) حضرت ادریس	۶۵ سال	۳۶۵ سال	توراة۔
۸۔ متوسلح (Methuselan)	۱۸۷ سال	۹۶۹ سال	کتاب پیدائش،
۹۔ لمک (Lamech)	۵۰۲ سال	۷۷۰ سال	باب ۵
۱۰۔ حضرت نوح علیہ السلام (Noah)		۹۵۰ سال	

قیاس کہتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان صرف نو، دس پشتوں کا نہیں قرن ہا قرن کا فاصلہ ہو گا۔ آپ کا مقام کلدانیہ، موجودہ عراق کا شمالی علاقہ ہے۔ آپ کی قوم نہایت سرکش، باغی اور بت پرست تھی۔ قرآن نے ان کے پانچ بڑے بڑے بتوں کے نام لیے ہیں: (۱) ود (۲) سواع (۳) یعوث (۴) یعوق، اور (۵) تسر۔ بالآخر یہ ساری قوم (سوائے ان چند نفوس کے جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے) ایک ہولناک طوفانی سیلاب میں ڈوب کر ہلاک ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کا سرکش بیٹا یام اور آپ کی بے دین بیوی بھی اس میں غرق ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں۔ سرچارلس مارشمن نے اپنی تحقیق کے مطابق طوفانِ نوح کی تاریخ ۳۲۳۲ قبل مسیح بتائی ہے۔

آلِ نوح

حضرت نوح علیہ السلام

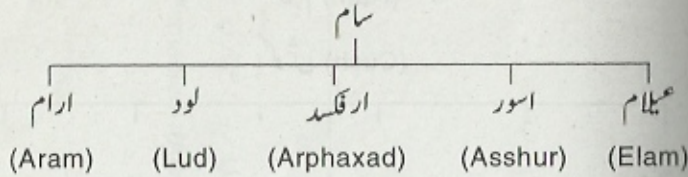


حضرت نوح علیہ السلام کے چار بیٹے تھے۔ ان میں یام نافرمان، سرکش اور باغی تھا جو طوفان میں ہلاک ہوا۔

طبری کا بیان ہے کہ بعد حضرت نوح علیہ السلام نے زمین کے تین حصے کر کے اپنے تینوں بیٹوں میں تقسیم کر دیئے۔ سام کو زمین کا وسطی حصہ دیا گیا (یعنی وسطی ایشیا) جس میں شام، عرب، عراق، نیل اور سیحون و جیحون وغیرہ کے اطراف و جوانب تھے۔ یہاں کے لوگ سامی النسل ہوئے۔ حام کو دریائے نیل کا مغربی حصہ دیا اور یافث کو دریائے فیشون اور اس کے اطراف و جوانب کا علاقہ دیا گیا۔ (تاریخ طبری، جلد اول صفحہ ۱۰۲) اس طرح وسط ایشیا، عرب، ایران، شام، عراق کے باشندے سام کی اولاد ہیں۔ افریقہ کے باشندے حام کی اور مغربی ممالک کی قومیں یافث کی اولاد ہیں۔ قرآن کریم نے سامی اقوام کے انبیاء کرام کا تذکرہ کیا ہے۔

آلِ سام بن نوح

حضرت نوح علیہ السلام

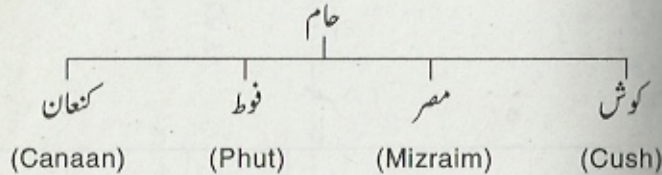


عمر ۴۶۵ سال (حوالہ: کتاب پیدائش باب ۱۰-۲۲)

(حوالہ: کتاب پیدائش باب ۱۱-۱۳)

آلِ حام بن نوح

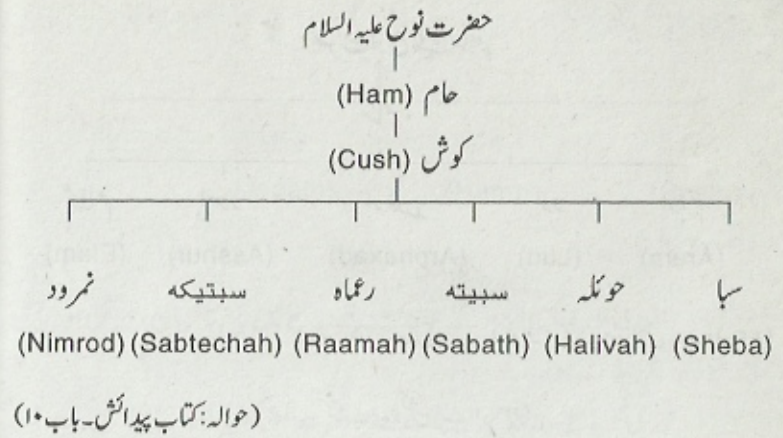
حضرت نوح علیہ السلام



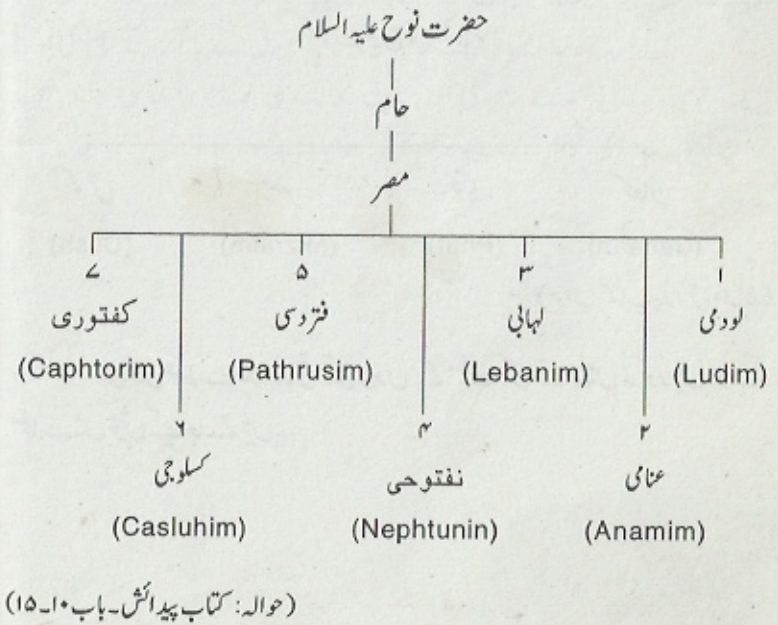
(حوالہ: کتاب پیدائش ۱۰-۷)

ان میں فوط کے علاوہ باقی تین بیٹوں کے سلسلے بھی توراۃ میں مذکور ہیں جو اگلے صفحات میں پیش کیے جاتے ہیں۔

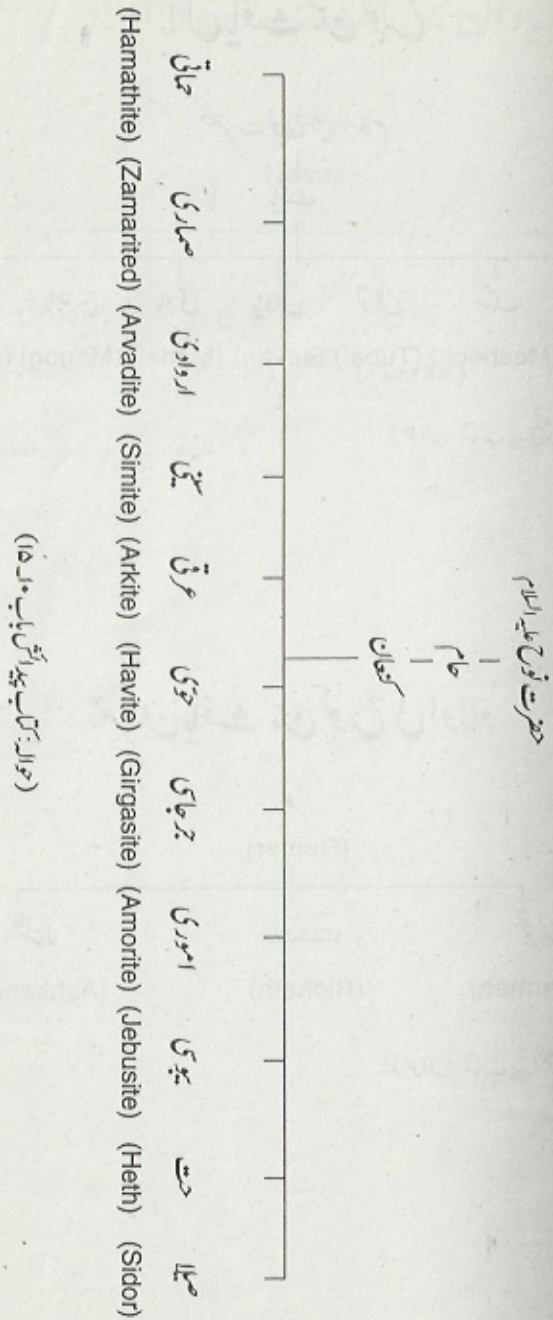
کوش بن حام بن نوح کی اولاد



مصر بن حام بن نوح کی اولاد



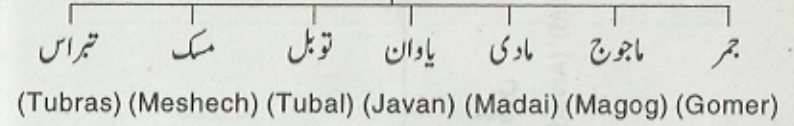
کنعان بن حام بن نوح علیہ السلام کی اولاد



آل یافث بن نوح

حضرت نوح علیہ السلام

یافث

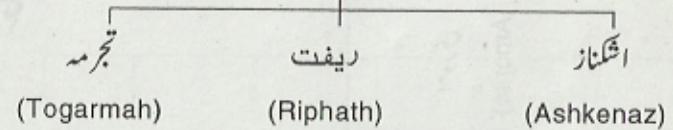


(حوالہ: کتاب پیدائش۔ باب ۱۰۔ ۳)

جر بن یافث بن نوح کی اولاد

جر

(Gomer)

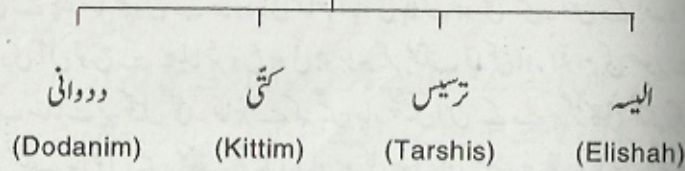


(حوالہ: کتاب پیدائش۔ باب ۱۰۔ ۳)

یادان بن یافث بن نوح کی اولاد

یادان

(Javan)



(بحوالہ توراۃ: کتاب پیدائش۔ باب ۱۰۔ ۵)

حضرت ہود علیہ السلام (Eber)

توراة کے بیان کے مطابق حضرت ہود علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی چوتھی پشت میں ہیں، مگر یہ بیان صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ طوفانِ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کے گنتی کے چند ساتھیوں کے علاوہ باقی تمام آبادی ہلاک ہو گئی تھی۔ اس کے بعد دنیا میں آبادی آلِ نوح سے پھیلنا شروع ہوئی جو بڑھ کر مختلف قبائل اور اقوام کی صورت میں مختلف مقامات پر پھیل گئی۔ ظاہر ہے کہ تین چار پشتیں اس کے لیے ہرگز کافی نہیں کہ دنیا کے مختلف علاقوں میں مختلف قومیں آباد ہو گئی ہوں اور حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیماتِ حق کو یکسر فراموش کر کے کفر و شرک اور ستارہ و بت پرستی میں بری طرح مبتلا ہو چکی ہوں، اس کے لیے ایک مدتِ مدید درکار ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح، حضرت ہود اور حضرت صالح علیہم السلام کے درمیان بہت طویل عرصہ گزرا ہو گا اور توراة میں درمیانی سلسلے کی کڑیاں بیان ہونے سے رہ گئی ہوں گی، مگر چونکہ ہمارے پاس اس زمانے کی کوئی اور یقینی و حتمی معلومات موجود نہیں ہیں اس لیے مجبوراً ہم ذیل میں توراة کا بیان کردہ سلسلہ پیش کرتے ہیں:

حضرت نوح علیہ السلام (Noah)

سام
|
ارفلکسد (Arphaxad)
|
سلح (Salah)
|
عبر (حضرت ہود علیہ السلام)

قرآن کریم نے آپ کی قوم کا مسکن ”الاحقاف“ بتایا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی کی تحقیق کے مطابق یہ علاقہ جنوبی عرب میں ربع الخالی کے کنارے حضر موت سے نجران تک پھیلا ہوا تھا۔ علامہ نے بتایا ہے کہ ان کے عروج کا زمانہ ۲۲۰۰ قبل مسیح سے ۱۷۰۰ قبل مسیح تک ہے (ارض القرآن، جلد اول)۔ یہ لوگ اتنے قد آور اور تنومند تھے

کہ ان جیسے لوگ اور کہیں پیدا نہیں ہوئے۔ سورہ فجر میں ارشاد ہوتا ہے:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۖ إِدْمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۖ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۖ (سورہ فجر۔ ۸۴-۸۶)

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے عاد کے ساتھ کیا کیا؟ جو ارم کہلاتے تھے اور اتنے دراز قد تھے کہ تمام ملک میں ایسے پیدا نہیں ہوئے۔

(فتح الحمید مترجم مولانا فتح محمد)

اس آیت کے آخری حصے کا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی نے اس طرح کیا: ”جن کے قد و قامت ستون جیسے دراز تھے اور جن کے برابر زور و قوت میں دنیا بھر کے شہروں میں کوئی شخص نہیں پیدا کیا گیا۔“

ان کو اپنے قد و قامت اور طاقت کا بڑا زعم تھا۔ ان کی سرکشی اور گمراہی کے نتیجے میں بالآخر تند و تیز آندھی کے جھکڑ سے پوری قوم کو نیست و نابود کر دیا گیا۔

آلِ ھود

عبر (حضرت ھود علیہ السلام) (Eber)

فلج (Peleg) یقطان (Joktan)

فلج کی نسل سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ ان کا ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلسلے میں ہو گا۔ یقطان کو اہل عرب قحطان کہتے ہیں۔ ان کی بارہ اولادوں کا ذکر توراۃ میں ہے۔

بنی قحطان (Joktan)

۱۔ الموداد	(Almodad)
۲۔ سلف	(Sheleph)
۳۔ حمار ماوت	(Hazarmaveth)
۴۔ اراخ	(Terah)
۵۔ ہدورام	(Hadoram)
۶۔ اوزال	(Uzal)
۷۔ دقلہ	(Diklah)
۸۔ عوبل	(Obel)
۹۔ سبا	(Sheba)
۱۰۔ اوفیر	(Ophir)
۱۱۔ حویلہ	(Havilah)
۱۲۔ یوباب	(Jabab)

(حوالہ توراۃ: کتاب پیدائش۔ باب ۱۰، ۲۹۵۲)

(بنی قحطان جنوبی عرب کے باشندے تھے۔)

حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ کا ظہور قوم عاد اور حضرت ھود علیہ السلام کے بعد ہوا۔ سام بن نوح علیہ السلام کی پانچ اولادیں تھیں:

(۱) میلاد (۲) اسود (۳) ارقلسد (۴) لود (۵) ارام۔ حضرت ھود علیہ السلام کا تعلق ارقلسد کی نسل سے تھا اور حضرت صالح علیہ السلام کا تعلق ارقلسد کے بھائی ارام کی نسل سے تھا۔ ارام سے حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلہ توراۃ میں مذکور نہیں ہے۔ طبری نے اپنی تاریخ میں دو نام دیئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ درمیان میں بہت سے نام معلوم نہ ہونے کی وجہ سے بیان ہونے سے رہ گئے ہوں گے۔ سلسلہ نسب یہ ہے:

نام	حوالہ
۱۔ حضرت نوح علیہ السلام (Noah)	توراۃ۔ کتاب پیدائش، باب ۱۰
۲۔ سام (Shem)	
۳۔ ارام (Aram)	
۴۔ جٹر (فاشر) (Gether)	(توراۃ میں یہ سلسلہ یہیں تک مذکور ہے)
۵۔ ثمود	
۶۔ حضرت صالح علیہ السلام	تاریخ طبری، جلد اول

”عادِ اولیٰ“ کی دوسری شاخ جسے ”عادِ ثانیہ“ اور ”عادِ ارم“ بھی کہتے ہیں، قوم ثمود ہے۔ اس قوم کا مسکن ”وادی القرئی“ تھا۔ یہ اس قدیم عرب کی تجارتی شاہراہ پر واقع ہے جو یمن سے سواحل بحر احمر کے کنارے کنارے حجاز اور مدین سے گذر کر شام تک جاتی تھی۔ یہ لوگ بھی بہت تو مند اور فن سنگ تراشی میں ماہر تھے اور پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر ان کے اندر نہایت خوبصورت گھر بناتے تھے، جن کی باقیات آج بھی شہر یثرب میں موجود ہیں۔

یہ قوم بہت خوشحال مگر سخت گمراہ اور بت پرستی میں مبتلا تھی۔ یہیں معجزے کے طور پر ”ناقتہ اللہ“ کا ظہور ہوا تھا، جسے اشرار قوم نے ہلاک کر دیا تھا اور جس کے نتیجے

میں اس پوری نافرمان قوم کو سخت زلزلے ☆ اور ایک نہایت ہولناک ☆ کڑک کی آواز سے نیست و نابود کر دیا گیا۔

طبری کا بیان ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی عمر صرف ۵۸ سال تھی۔ (تاریخ طبری، جلد اول) مگر مولانا شرف علی تھانوی نے تصریح کی ہے کہ آپ نے ۲۸۰ سال کی عمر پائی اور حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے (حواشی معجزہ حاکمی شریف)۔ چونکہ توراۃ میں آپ کا تذکرہ نہیں ہے، لہذا آپ کی اولاد کا بھی کہیں ذکر نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام (Abraham)

۲۱۶۰ قبل مسیح

۹۸۵ قبل مسیح

حضرت ابراہیم علیہ السلام نہایت جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبر تھے۔ بارگاہِ اہدیٰ میں ان کی مقبولیت اور بلندی کا یہ مقام تھا کہ ان کو ”خلیل اللہ“ کا لقب عطا ہوا اور آپ کے بعد خاتم الانبیاء، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ تک نبوت کا سلسلہ صرف آپ کی نسل تک محدود کر دیا گیا۔ انہوں نے ہی ایمان لانے والوں کا نام ”مسلمان“ رکھا۔ آپ سے پہلے جتنے نبی آئے، وہ کسی ایک خاص خطے اور ایک خاص قوم کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے تھے، مگر آپ کا سلسلہ رُشد و ہدایت بہت سے خطوں اور اقوام پر محیط تھا جس میں عراق، حاران، شام، فلسطین اور عرب شامل تھے۔ یہاں آپ کے متعدد پیدل سفر توراۃ میں مذکور ہیں۔ آپ کا لقب ”ابوالانبیاء“ اور ”خلیل اللہ“ ہے۔

اکثر کتابوں میں مذکور ہے کہ آپ کی دو بیویاں تھیں، حضرت سارہ علیہا السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام، مگر توراۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ایک تیسری بیوی بھی تھیں جن کا نام حضرت قطور علیہا السلام تھا اور ان تینوں بیویوں کی اولاد سے دنیا میں نبوت کا سلسلہ جاری رہا، جیسا کہ آئندہ تفصیل سے معلوم ہوگا۔ توراۃ میں حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک جو سلسلہ بیان ہوا ہے، اُسے اگلے صفحے پر ملاحظہ کیجیے۔

توراۃ کے بیان کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان صرف دس پشتوں کا فاصلہ ہے، مگر قیاس کہتا ہے کہ یہ فاصلہ بہت زیادہ طویل اور دراز عرصے پر مشتمل ہوگا۔ اس کے کچھ اشارے قرآن کریم میں ملتے ہیں۔ سورۃ ابراہیم میں ارشاد ہوتا ہے:

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُوءُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمُ نُوحٍ قَادٍ وَّ ثَمُودَ ۝ ط وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ط - (سورۃ ابراہیم - آیت ۹)

(ترجمہ) کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں یعنی قوم نوح

اور عاد اور ثمود اور جو لوگ ان کے بعد ہوئے، جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

اور سورۃ الفرقان میں ہلاک ہونے والی قوموں کے بارے میں ارشاد الہی ہے:

وَعَادًا وَثَمُودًا وَاصْحَابَ الرَّسِّ وَ قَوْمًا بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا

(ترجمہ) اور ہم نے عاد اور ثمود اور اصحاب رس اور ان کے درمیان میں بہت سی امتوں کو ہلاک کر دیا۔ (سورۃ الفرقان۔ آیت ۳۸)

ان تصریحات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کے درمیان اور عاد و ثمود کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تک بہت طویل مدت گزری ہے اور اس طویل عرصے میں بہت ہی قومیں ہلاک ہوئیں، جن کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس عدم علم کی بنا پر توراۃ میں اس زمانے کی کڑیاں بیان ہونے سے رہ گئی ہیں۔

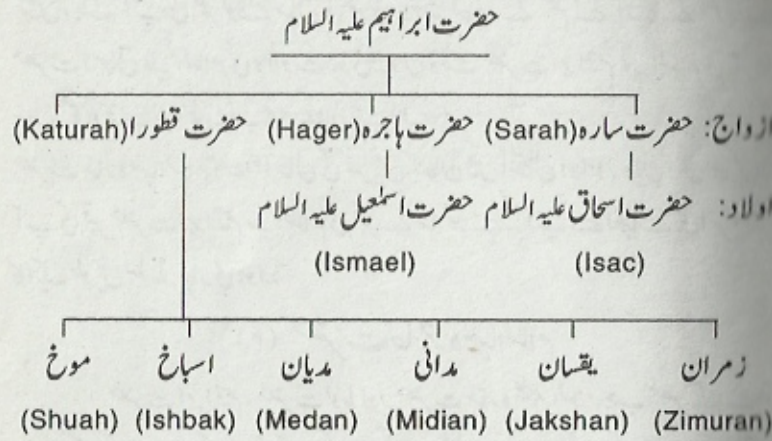
حضرت ابراہیم علیہ السلام موجودہ عراق کے قدیم شہر ”أُر“ (Ur) میں ۲۱۶۰ قبل مسیح میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم نے آذر کو آپ کا والد کہا ہے۔ ہمارے علماء کہتے ہیں کہ آپ کے والد تارح تھے۔ تارح کے انتقال کے بعد تارح کے بھائی اور آپ کے چچا آذر نے آپ کی پرورش کی۔ آذر پجاریوں کا سردار اور بت تراش تھا اور پچا پاپ کی طرح ہوتا ہے، مگر ہمارا اڑجھان یہ ہے کہ قرآن کے بیان کی تاویل نہ کی جائے۔ تطبیق کی صورت یہ ہے کہ غالباً آذر نام نہیں لقب ہے اور اس زمانے میں پجاریوں کے سردار کا لقب آذر تھا اور یہ تارح کا لقب تھا۔ اس کی ایک اور مثال یہ ہے کہ سائرس کا لقب ذوالقرنین تھا۔ قرآن کریم نے اس کا ذکر اس کے نام سائرس سے نہیں بلکہ اس کے لقب ذوالقرنین کے حوالے سے کیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ستارہ پرست تھی اور ان کے بت بنا کر پوجا کرتی تھی۔ پچھتر (۷۵) سال کی عمر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کر کے موجودہ شام کے شمالی علاقے میں آئے، جس کو اس وقت حاران کہتے تھے۔ وہاں سے ہجرت کر کے ۲۰۸۵ قبل مسیح میں آپ کنعان یعنی موجودہ فلسطین آئے اور یہیں اقامت اختیار کر لی۔ یہاں سے آپ نے مصر اور حجاز کے سفر پیدل کیے،

ان کا ذکر توراۃ میں موجود ہے۔ آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر تقریباً ۲۰۵۴ قبل مسیح میں بیت اللہ کی تعمیر کی۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صاحب کتاب تھے۔ سورۃ اعلیٰ میں صحف ابراہیم و موسیٰ (ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے) کا ذکر ہے۔ آپ نے ۷۵ سال کی عمر میں ۱۹۸۵ قبل مسیح میں انتقال فرمایا اور فلسطین ہی میں مکفیلہ کے غار میں دفن ہوئے۔ یہ مقام شہر حبرون میں واقع ہے۔

آل ابراہیم

توراة کے بیان کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین ازواج تھیں:
حضرت سارہ، حضرت حاجرہ اور حضرت قطورا علیہا السلام۔ ان تینوں ازواج سے آپ کے اولادیں ہوئیں اور ان اولادوں کے تینوں سلسلوں میں انبیاء علیہم السلام کا ظہور ہوا۔



(حوالہ: توراة کتاب پیدائش - باب ۲۵)

نام	بچے کی پیدائش کے وقت والد کی عمر	بچے کا نام	بپ کی کل عمر	حوالہ
۱۔ حضرت نوح علیہ السلام (Noah)	۱۲۰ سال	سام	۹۵۰ سال	(توراة: کتاب پیدائش - باب ۱۵: ۵)
۲۔ سام (Shem)	۱۰۰ سال	ارقمند	۶۰۰ سال	
۳۔ ارفکند (Arphaxad)	۳۵ سال	سلح	۳۱۵ سال	
۴۔ سلح (Salah)	۳۰ سال	عبر (حضرت عوہ)	۳۱۰ سال	
۵۔ عبر (حضرت عوہ) (Eber)	۳۲ سال	فلح	۳۲۳ سال	
۶۔ فلح (Pele)	۳۰ سال	رعو	۳۲۰ سال	
۷۔ رعو (Reu)	۳۲ سال	سروج	۳۲۳ سال	
۸۔ سروج (Serug)	۳۰ سال	نحور	۳۳۰ سال	
۹۔ نحور (Nahor)	۲۹ سال	تارج	۳۳۸ سال	
۱۰۔ تارج (Terah)	۷۰ سال	حضرت ابراہیم، نحور اور حاران حضرت اسمعیل	۳۲۰ سال	
۱۱۔ حضرت ابراہیم (Abraham)	۸۶ سال		۱۷۵ سال	

ازواجِ ابراہیم علیہا السلام

(۱) حضرت سارہ علیہا السلام

حضرت سارہ علیہا السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا حارن کی بیٹی تھیں۔

آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کے دس سال بعد ۲۰۵۰ قبل مسیح میں پیدا ہوئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپ کی شادی ”اُر“ ہی میں ہو گئی تھی۔ آپ بانجھ تھیں، جب آپ کی عمر نوے سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال تھی (کتاب پیدائش۔ باب ۱۸۔ ۱۷ اور باب ۲۱۔ ۵)۔

حضرت سارہ علیہا السلام کا ۱۲ سال کی عمر میں کنعان میں انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئیں۔ آپ کی قبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر کے ساتھ ہے۔ آپ سے انبیائے بنی اسرائیل کا ایک طویل سلسلہ جاری ہوا۔

(۲) حضرت حاجرہ علیہا السلام

حضرت ابراہیم، حضرت لوط اور حضرت سارہ علیہم السلام جب مصر گئے تھے تو وہاں کے حکمران ابی ملک نے آپ کی بزرگی اور عظمت سے متاثر ہو کر واپسی کے وقت آپ کی خدمت میں بہت سے تحائف اور ہدیے پیش کئے، جن میں گائے، بکریاں، بھیڑیں، غلام اور لونڈیاں بھی تھیں۔ ان کے علاوہ مصری شہزادی حضرت حاجرہ علیہا السلام کو بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حضرت حاجرہ کا عبرانی نام ”ہاغار“ تھا اور وہ فرعون مصر کی بیٹی تھیں۔ جب فرعون مصر نے انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا تو ان کا نام ”ہاجر“ ہوا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں آباد کیا تو ان کا نام ”ہاجرہ“ ہوا۔ حضرت سارہ بانجھ تھیں اور کچھ عرصے بعد جب ان کو اولاد کی امید نہ رہی تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ حضرت حاجرہ علیہا السلام سے شادی کر لیں۔ اس طرح ۲۰۷۵ قبل مسیح میں آپ کی شادی حضرت ابراہیم

علیہا السلام سے ہوئی۔ پہلے ہی سال آپ حاملہ ہوئیں اور ۲۰۷۴ قبل مسیح میں آپ کے بطن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ہوئی، جن کی نسل سے خاتم الانبیاء، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کا ظہور ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بحکم الہی حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو (جب وہ ۱۴ برس کے تھے) مکہ میں لاکر ”وادی غیر ذی زرع“ میں چھوڑ دیا اور وہیں بس گئے۔

(۳) حضرت قطورہ علیہا السلام

حضرت سارہ علیہا السلام کی وفات کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری شادی تقریباً ۲۰۲۲ قبل مسیح میں حضرت قطورہ سے ہوئی (توراة۔ کتاب پیدائش۔ باب ۱۵۔ ۱۰)۔ حضرت قطورہ کے بطن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھ بیٹے پیدا ہوئے۔ بنی قطورہ میں اہل مدین اور اصحاب الایکہ آتے ہیں، جن میں حضرت شعیب علیہ السلام کا ظہور ہوا۔

حضرت لوط علیہ السلام (Lot)

تارح (Terah)

حاران
(Haran)

نحور
(Nahor)

حضرت ابراہیم علیہ السلام
(Abraham)

حضرت لوط علیہ السلام (Lot)

حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے اور آپ کے بھائی حاران کے بیٹے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ”اُر“ میں ستر سالہ قیام کے دوران صرف لوط علیہ السلام ہی وہ واحد شخص تھے، جو آپ پر ایمان لائے تھے۔ عراق سے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی تو حضرت سارہ علیہا السلام کے ساتھ حضرت لوط علیہ السلام بھی ان کے ساتھ ہجرت کر کے پہلے حاران (شمالی شام کا علاقہ) اور پھر فلسطین آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مصر کے سفر میں بھی حضرت سارہ علیہا السلام اور حضرت لوط علیہ السلام ان کے ساتھ تھے۔ سفر مصر کے بعد آپ کو اہل سدوم کی رشد و ہدایت کا فریضہ سپرد ہوا اور آپ وہاں مقیم ہو گئے۔ یہ علاقہ بحر مردار (Dead sea) کے جنوب میں تھا اور بہت سرسبز و شاداب تھا مگر یہاں کے لوگ سخت گمراہ اور لواطت جیسے شنیع فعل کے مرتکب تھے۔ بالآخر عذاب الہی سے سب ہلاک ہو گئے۔ سخت زلزلہ آیا، پتھروں کی بارش ہوئی اور ساری قوم نیست و نابود ہو گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کی طرح آپ کی بیوی بھی نافرمان اور گمراہ تھی، وہ بھی عذاب میں ہلاک ہوئی۔ آپ کے دو بیٹے مواب اور عمون تھے (کتاب پیدائش باب ۱۹-۳۶)، جبکہ دو بیٹیاں بھی تھیں جن کے نام توراۃ میں مذکور نہیں ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام (Ismael)

۲۰۷۴ قبل مسیح

تا

۱۹۳۷ قبل مسیح

حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اکبر ہیں، جو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے ۲۰۷۴ قبل مسیح میں پیدا ہوئے۔ چودہ برس کی عمر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ اور آپ کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو بحکم الہی مکہ کی پہلے آب و گیاہ وادی (وادی غیر ذی زرع) میں چھوڑ گئے تھے چونکہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی نسل سے سرور انبیاء، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کا ظہور اسی سرزمین میں منظور تھا۔ آپ ان کے لیے اس بے آب و گیاہ ریگزار میں زمزم کا چشمہ جاری کیا گیا جو آج تک ایک زندہ مغزہ ہے۔ لاکھوں حاجی اور زائرین اس سے وضو کرتے، نہاتے اور پیتے ہیں اور اپنے اپنے وطن کو بھر بھر کر لے جاتے ہیں، مگر اس کنوئیں کے پانی میں کبھی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور دونوں نے مل کر حضور اقدس ﷺ کے ظہور کے لیے دعا کی۔

آپ ہی ”ذبیح اللہ“ ہیں۔ آپ زندگی بھر خانہ خدا کی خدمت کرتے رہے اور لوگوں کی اصلاح اور رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ آپ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی وہی کا تعلق جرہی قبیلے سے تھا، دوسری شادی ایک مصری خاتون سے ہوئی (توراۃ کتاب پیدائش باب ۲۱)۔ آپ نے ۱۳۷ سال کی عمر پائی اور اپنی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے ہاں میں مطاف کعبہ میں دفن ہوئے۔

اولاد اسماعیل علیہ السلام

ان کے کنہات میں بھی موجود ہے۔ ان ہی کی نسل سے خاتم الانبیاء ﷺ کا ظہور ہوا۔
توراة کی تصریح کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام کے یہ سب بیٹے مختلف خاندانوں
کے سردار تھے اور ان کے ناموں سے ان کی بستیاں نامزد ہو گئی تھیں۔ یہ عجیب حسن
الخال ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بھی بارہ بیٹے تھے، جن سے بنی اسرائیل کے
بارہ قبیلوں کا آغاز ہوا۔

توراة کے بیان کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تیرہ اولادیں ہوئیں،
جن میں بارہ بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹی کا نام توراة نے ایک جگہ ”بشامہ“ (کتاب پیدائش۔
باب ۳۶-۳۷) اور دوسری جگہ ”محلثات“ (کتاب پیدائش۔ باب ۲۸-۲۹) بتایا۔ ممکن ہے کہ ایک
نام اور ایک لقب ہو۔ ان صاحبزادی کی شادی حضرت اسحاق علیہ السلام کے بڑے بیٹے اور
حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بھائی عیسو دوم سے ہوئی، جن کی نسل میں حضرت
ایوب علیہ السلام کا ظہور ہوا۔

آپ کے بیٹوں کی تفصیل یہ ہے:

نام	حوالہ
۱۔ نیا یوت (نیا یوٹ) (Nebajoth)	
۲۔ قیدار (Kedar)	
۳۔ ادب ایل (Adbeel)	
۴۔ مبشام (Mibsam)	
۵۔ سمح (Mishma)	
۶۔ دومہ (Dumah)	
۷۔ مسہ (Massa)	
۸۔ حدور (Hadar)	
۹۔ تیما (Tema)	
۱۰۔ جطور (Jetur)	
۱۱۔ نفیس (Naphish)	
۱۲۔ قدمہ (Kedemah)	(توراة۔ کتاب پیدائش۔ باب ۲۵-۲۶)

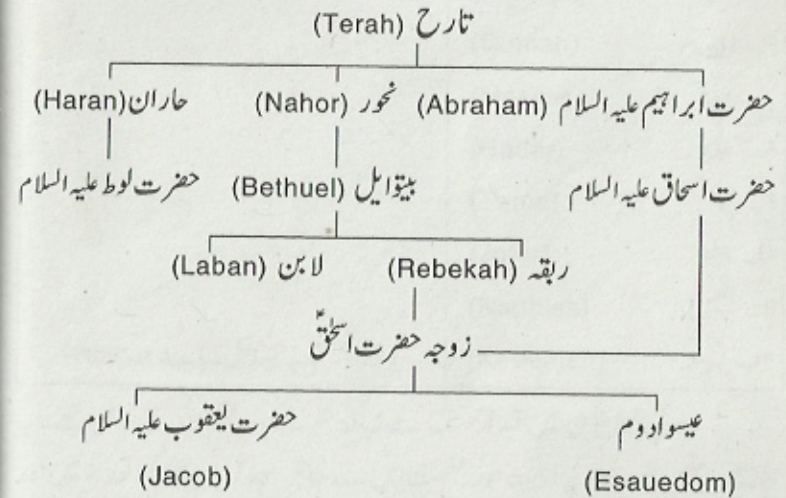
سب بھائیوں میں قیدار سب سے زیادہ شہرت اور عظمت کے حامل تھے۔ یہ
حجاز میں مقیم تھے۔ ان کی اہمیت اور عظمت اس سے ظاہر ہے کہ ان کا ذکر توراة میں اور

حضرت اسحاق علیہ السلام (Isac)

۲۰۶۰ قبل مسیح

تا
۱۸۸۱ قبل مسیح

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت سارہ علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر توراۃ کی تصریح کے مطابق سو سال اور حضرت سارہ کی نوے سال تھی (کتاب پیدائش۔ باب ۱۸۔ ۱۷ باب ۲۱۔ ۵)۔ آپ سرزمین فلسطین ہی میں پیدا ہوئے اور وہیں اقامت گزیر رہے۔ حضرت سارہ کے انتقال کے بعد آپ کی شادی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی نحر کی پوتی اور بیٹو ایل کی بیٹی ربقہ سے ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی اور یہ لوگ حاران کے علاقے میں جو شمالی شام اور میسوپوٹامیہ کے شمالی مغربی خطے پر مشتمل تھا، سکونت پذیر تھے۔ آپ نے ۱۸۰ برس کی عمر پائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام کے پہلو میں دفن ہوئے۔



حضرت یعقوب علیہ السلام (JACOB)

۲۰۰۰ قبل مسیح

تا
۱۸۵۳ قبل مسیح

حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے عیسو دوم اور حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت ربقہ کے بطن سے جڑواں پیدا ہوئے۔ پہلے عیسو دوم پیدا ہوئے اور ان کے بعد، توراۃ کے بیان کے مطابق، ان کی ایزی پکڑے ہوئے حضرت یعقوب تولد ہوئے۔ اس وقت حضرت اسحاق علیہ السلام کی عمر ساٹھ سال تھی (کتاب پیدائش باب ۲۵۔ ۲۶)۔ آپ ہی کا لقب ”اسرائیل“ (بندہ خدا) ہے اور آپ کی اولاد اور ان سے قائم ہونے والی نسلیں ”بنی اسرائیل“ کہلائیں۔

توراۃ کا بیان ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو تاکید کی تھی کہ کسی کنعانی لڑکی سے شادی نہ کریں، بلکہ اپنے ماموں لابن (Laban) کی لڑکی سے نکاح کر لیں۔ لابن کی دو بیٹیاں تھیں: لیاہ (Leah) اور راحل (Rachel)۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو راحل پسند تھیں اور ان ہی سے شادی طے ہوئی تھی مگر صبح معلوم ہوا کہ راحل کی بجائے ان کی بڑی بہن لیاہ آپ کی زوجہ بن چکی ہیں۔ جب آپ نے اس بد عہدی کی شکایت کی تو لابن نے کہا کہ رسم کے مطابق بڑی لڑکی سے پہلے چھوٹی لڑکی کی شادی نہیں ہو سکتی تھی۔ بہر حال ایک ہفتے بعد راحل کی شادی بھی آپ سے کر دی گئی۔ اس وقت کی شریعت میں دو بہنوں کو جمع کرنا جائز تھا۔ اس شادی کے لیے حضرت یعقوب علیہ السلام کو سات سال اپنے ماموں کے پاس رہ کر ان کی خدمت انجام دینا پڑی تھی۔ بہر حال شادی کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی دونوں بیویوں لیاہ اور راحل کے ساتھ کنعان واپس آئے۔ لیاہ کے ساتھ ان کی کنیز زلفہ اور راحل کے ساتھ ان کی کنیز بلہا بھی آئی تھیں۔ ان چاروں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد پائی بارہ بیٹے اور ایک بیٹی تولد ہوئے۔ بالکل یہی تعداد (یعنی بارہ بیٹے اور ایک بیٹی) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کی تھی، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد اور ان کی ماؤں کی تفصیل اس طرح ہے:

حضرت یعقوب علیہ السلام (Jacob)

نام زوجہ	اولاد
۱۔ لیاہ بنت لابن (Leah)	روبن (Reuben) شمعون (Simeon) لاوی (Levi) یہوداہ (Judah) اشکار (Issachar) زبلون (Zebulan) دینہ (دختر) (Dinah)
۲۔ زلفہ (لیاہ کی کنیز) (Zilpah)	جد (Gad) اشیر (Asher)
۳۔ راغل (بنت لابن) (Rachel)	حضرت یوسف علیہ السلام (Joseph) بن یمنین (Benjamin)
۴۔ بلہامہ (راغل کی کنیز) (Bilhah)	دان (Dan) نفتالی (Nephtali)

ان بارہ بیٹوں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا آغاز ہوا۔ ان میں حکومتوں اور بادشاہوں کا قیام عمل میں آیا اور جب ان میں بد عملی اور گمراہی بڑھی تو رفتہ رفتہ مختلف انبیاء کا ظہور ہوتا رہا۔ مصر میں برسر اقتدار آنے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو خاندان کے سب افراد کے ساتھ (جن کی تعداد توراۃ نے ستر بتائی ہے)، مصر بلا لیا اور جو شن کے علاقے میں جو بہت سرسبز و شاداب تھا، ان کو بسا دیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ۱۴ سال کی عمر پائی (کتاب پیدائش: باب ۲۵-۲۶) اور مصر ہی میں وفات پائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام آپ کی میت کو لے کر کنعان تشریف لائے اور ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے پہلو میں دفن کر دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام (Joseph)

۱۹۲۷ قبل مسیح

۱۸۱۷ قبل مسیح

حضرت یعقوب علیہ السلام کی عزیز اور محبوب بیوی جناب راغل کے بطن سے حضرت یوسف علیہ السلام ۱۹۲۷ قبل مسیح حاران میں پیدا ہوئے اور کنعان میں آپ کی پرورش ہوئی۔ آپ بے حد حسین تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنی اولادوں میں سب سے زیادہ عزیز اور محبوب تھے۔ جوانی کے بعد آپ کی زندگی مصر میں گذری۔ آپ کی مصر میں آمد ۱۹۱۰ قبل مسیح میں ہوئی۔ توراۃ کے بیان کے مطابق اس وقت آپ کی عمر ۱۷ سال تھی (کتاب پیدائش: باب ۳-۲)۔ مصر میں آپ کی زندگی کبھی ناز و نعمت کے ایوانوں، کبھی چیل خانوں اور کبھی فرعون کے دربار اور اقتدار کے ایوانوں میں گذری، جس کی پوری تفصیل توراۃ اور قرآن کریم دونوں میں موجود ہے۔ آپ کے سگے بھائی جناب راغل ہی کے بطن سے پیدا ہوئے، بن یمنین ہیں۔ آپ نے ۱۱۰ سال کی عمر میں ۱۸۱۷ قبل مسیح میں مصر ہی میں رحلت فرمائی۔ اُس وقت آپ مصر کے سب سے طاقتور اور با اختیار وزیر خزانہ تھے۔ آپ وہیں دفن ہوئے۔ چار سو سال بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے جسد مبارک کو اپنے ہمراہ لائے تھے اور کنعان میں انہیں ان کے عظیم اجداد، حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب علیہم السلام کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

کس قدر عجیب بات ہے کہ ایک کنعانی لڑکا، جسے اس کے سوتیلے بھائیوں نے ادمے کنویں میں پھینک دیا، جسے ایک تجارتی قافلے نے جو اُدھر سے گذر رہا تھا باہر نکالا، اسے اس کے سوتیلے بھائیوں نے صرف چاندی کے بیس سکوں کے عوض ان ہی قافلے والوں کو بیچ دیا (کتاب پیدائش: باب ۳۷-۲۸) اور جسے قافلہ والوں نے مصر لا کر بازار میں فروخت کر دیا، بالآخر وہ اس وقت کی دنیا کی سب سے بڑی سلطنت یعنی مصر کا سب سے زیادہ محترم اور سب سے زیادہ اقتدار کا مالک رکن سلطنت اور عظیم ترین و با اختیار

ہستی بن گیا۔

توراة میں ہے کہ فرعون نے جب حکومت کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں سوپی تو اس نے آپ کا مصری نام صفات فعلیج (Zaphnath Paanceh) رکھا اور آپ کی شادی فوطی فرع (Potepherah) پجاری کی بیٹی آساتھ (Asenath) سے کر دی۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۰ سال تھی (باب ۴۱-۴۵)۔ ان سے آپ کے دو بیٹے تولد ہوئے، منسی اور افرائیم۔ ان دونوں سے دو بڑے خاندانوں کا آغاز ہوا۔ ان خاندانوں کی کچھ پشتوں اور کچھ ناموں کا توراة نے ذکر کیا ہے، جو ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

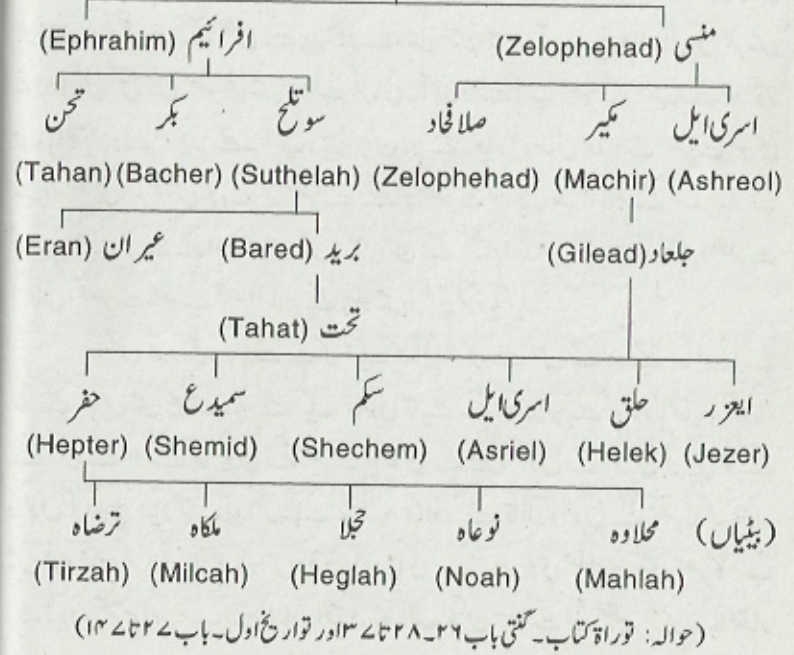
حضرت ابراہیم علیہ السلام (Abraham)

حضرت اسحاق علیہ السلام (Isac)

حضرت یعقوب علیہ السلام (Jacob)

حضرت یوسف علیہ السلام (Joseph)

زوجہ۔ آساتھ (Asenath)



حضرت ایوب علیہ السلام (Job)

(تقریباً سترھویں صدی قبل مسیح)

حضرت ایوب علیہ السلام کا تعلق جناب عیسو ادوم کی نسل سے ہے، جو حضرت اسحاق علیہ السلام کے صاحبزادے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے۔ علامہ سید سلیمان ندوی نے ارض القرآن، جلد دوم میں حضرت ایوب علیہ السلام کا سلسلہ نسب یہ بتایا ہے:

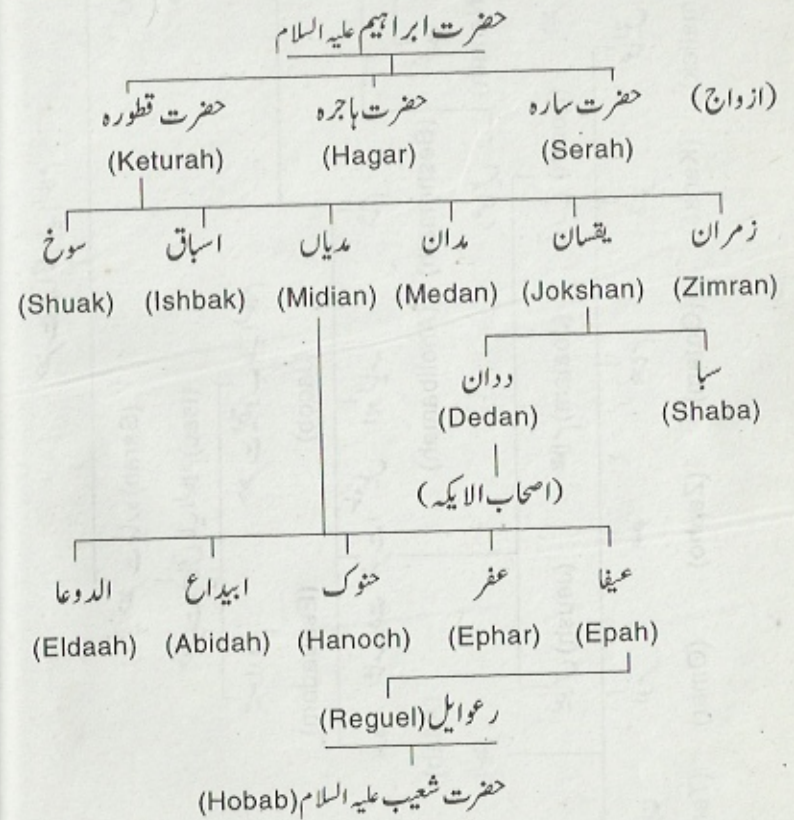
”عوض بن دیمان بن عیسو بن اسحاق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھے۔“ (سورہ ۳۱) لیکن توراة کے بیانات سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ سب سے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ توراة کی تصریح کے مطابق دیمان، عیسو ادوم کی اولاد نہیں بلکہ شیعر حوری کا بیٹا ہے اور شیعر حوری اس ملک کا باشندہ تھا، جہاں عیسو ادوم ہجرت کر کے آئے تھے (توراة کتاب پیدائش باب ۳۹-۲۰ اور باب ۳۶-۲۸)۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی زوجہ جناب ربقہ کے بطن سے بیک وقت دو لڑکے پیدا ہوئے تھے جن کے نام عیسو ادوم اور حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں۔ ”ادوم“ کے معنی سرخ کے ہیں۔ جب جناب عیسو پیدا ہوئے تو ان کا رنگ سرخ تھا، اس لیے ان کا لقب ”ادوم“ ہو گیا اور وہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدا ہو کر جس علاقے میں آکر آباد ہوئے، اس کا نام بھی آپ کی نسبت سے ادوم یہ ہو گیا۔

توراة کے بیان کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام تک آپ کا سلسلہ نسب اگلے صفحے پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

جناب عیسو ادوم نے کنعان سے ہجرت کر کے کوہ سعیر کے دامن میں اپنا مسکن بنایا تھا، جو شمالی عرب میں بحر مردار کے جنوب اور خلیج عقبہ کے شمالی علاقے پر مشتمل تھا اور جسے یونانی میں ادوم یہ اور توراة میں ادوم کہا گیا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام ادومی عرب تھے اور ”سفر ایوب“ اصلاً قدیم عربی زبان میں لکھی گئی ہے۔ محققین توراة کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو عبرانی زبان میں منتقل کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا تھا، یعنی

حضرت شعیب علیہ السلام (Hobab)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین ازواج تھیں۔ حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ علیہما السلام تو مشہور ہیں اور سب ان سے واقف ہیں، لیکن تیسری زوجہ کے متعلق کم لوگوں کو علم ہے۔ توراۃ کا بیان ہے کہ حضرت سارہ کی وفات کے بعد آپ نے تیسری شادی جناب قطورہ سے کی (کتاب پیدائش باب ۱۵-۱۰) جن سے آپ کی چھ اولادیں ہوئیں۔ بنی قطورہ سے جو نسل پھیلی، حضرت شعیب علیہ السلام کا اس میں ظہور ہوا۔ توراۃ سے جو اشارات ملتے ہیں، ان کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے:



(حوالہ: توراۃ۔ کتاب پیدائش۔ باب ۲۵)

توراۃ نے آپ کا نام کہیں بترو (Jethro) (خروج۔ باب ۳-۱ اور باب ۱۸-۲) اور

کس حو باب (Hobab) (سفر العدد۔ باب ۱۰-۱۱ اور قضاۃ باب ۱۲-۱۱) بتایا ہے۔ آپ کا زمانہ مسیحیوں یا سولہویں صدی قبل مسیح ہے۔ آپ دو قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے، اہل مدین اور اصحاب الایکہ۔ مدین کا علاقہ ملک شام کے قریب بحر میت (Dead Sea) اور خلیج عقبہ کے درمیان واقع تھا۔ اس کا مشہور شہر رقیم تھا، جسے یونانی پٹیرا (Patra) کہتے ہیں۔ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے جناب مدیان کی نسل آباد تھی۔ یہ علاقہ اس قدیم تجارتی شاہراہ کے کنارے واقع تھا، جس پر سفر کر کے عرب تاجر شام تک آجایا کرتے تھے۔

اصحاب الایکہ کا مطلب ہے ”جنگل والے“۔ خلیج عقبہ سے متصل نہا کا علاقہ تھا۔ یہاں ایک گھنا جنگل تھا، جہاں ددان بن یقسان بن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل آباد تھی۔ یہ جنگل ایک صدی قبل مسیح تک موجود تھا اور یونانی جغرافیہ دانوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اہل مدین اپنی نافرمانی کی وجہ سے بالآخر زلزلے اور بجلی کی کڑک سے ہلاک ہوئے اور اصحاب الایکہ پر ساتہاں کا عذاب نازل ہوا۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے بہت طویل عمر پائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے بھاگ کر آپ ہی کے پاس پناہ گزیں ہوئے تھے۔ اس وقت بھی حضرت شعیبؑ بوڑھے تھے، جیسا کہ قرآن نے بیان کیا ہے۔ وہ آٹھ یا دس سال آپ کے ساتھ رہے اور آپ کی بیٹی صفورہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شادی ہوئی۔ حضرت شعیب علیہ السلام نہایت فصیح و بلیغ تھے اور حسن خطابت کی بنا پر آپ کو ”خطیب الانبیاء“ کہا جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام (Moses)

۱۵۲۰ قبل مسیح

۱۴۰۰ قبل مسیح

اور

حضرت ہارون علیہ السلام (Aaron)

۱۵۲۳ قبل مسیح

۱۴۰۰ قبل مسیح

انبیاء بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبر ہیں۔ ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی اور عمر میں ان سے تین سال بڑے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اس وقت ہوئی جب فرعون مصر بنی اسرائیل کے تمام نوزائیدہ لڑکوں کو قتل کروا رہا تھا۔ قدرت الہی نے اسی فرعون کی آغوش اور اس کے محل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کروائی۔ جب آپ مدین میں شعیب علیہ السلام کی آٹھ یا دس سال خدمت کرنے کے بعد ان کی صاحبزادی حضرت صفورا سے شادی کر کے مصر واپس آنے کے لیے روانہ ہوئے تو کوہ طور پر آپ کو اللہ تعالیٰ سے بغیر کسی واسطے کے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا، جو اور کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ وہیں آپ کو نبوت اور معجزات عطا ہوئے اور آپ کو فرعون اور اس کی قوم کی ہدایت کے لیے مامور فرمایا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی جبکہ رشد و ہدایت کے لیے فصیح اللسانی کی ضرورت تھی، لہذا آپ نے اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے دعا کی جو اس وقت مصر میں تھے۔ ان کو بھی اسی وقت نبوت عطا کر دی گئی مگر انہیں حضرت موسیٰ کا ماتحت اور ”وزیر“ بنایا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ۱۵۲۰ قبل مسیح میں ہوئی جبکہ حضرت ہارون

Zipparah ☆

علیہ السلام عمر میں ان سے تین سال بڑے تھے، اس لیے ان کا سن پیدائش ۱۵۲۳ قبل مسیح ہے۔ سن وفات دونوں کا ایک ہی ہے، یعنی ۱۴۰۰ قبل مسیح۔ دونوں کا وصال بیابان سینا میں مختلف مقامات پر ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی (۸۰) سال کے تھے جب آپ نے فرعون کو دعوت حق دی (توراة۔ خروج باب ۷-۷)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک سو تین سال کی عمر میں انتقال فرمایا (توراة۔ استثناء باب ۳۴-۷)۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے ایک سو تین سال کی عمر پائی۔ (گنتی۔ باب ۳۳-۳۹)، مگر ۱۴۰۰ قبل مسیح میں پہلے حضرت ہارون علیہ السلام کا وصال ہوا اور اس کے کچھ عرصے کے بعد اسی سال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رحلت فرمائی۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کا تعلق لاوی (Levi) کی نسل سے ہے۔ لاوی حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے اور ان کی والدہ کا نام لیاہ تھا۔ قارون جس کا ذکر توراة اور قرآن دونوں نے کیا ہے، حضرت موسیٰ کے چچا اضرہار (Izhar) کا بیٹا تھا۔ اضرہار کا دوسرا نام عمیداب تھا۔ گنتی باب ۳ اور باب ۲۶ وغیرہ میں ہے کہ عمیداب کی بیٹی الیسع حضرت ہارون علیہ السلام کی زوجہ تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چچا زاد بھائی ہونے کے علاوہ حضرت ہارون علیہ السلام قارون کے بہنوئی بھی تھے۔

توراة کے بیان کردہ سلسلہ نسب کا خلاصہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کیجیے:

حضرت یوشع علیہ السلام (JOSHUA)

(زمانہ ۱۳۰۰ قبل مسیح)

قرآن کریم کا بیان ☆ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنے کے لیے سفر پر روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نوجوان خادم بھی تھا۔ جب طویل مسافت طے کرنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تکان محسوس کی تو آرام کرنے کے لیے ایک جگہ ٹھہر گئے اور نوجوان خادم سے کھانا لانے کے لیے کہا۔ اس نوجوان نے کہا کہ میں آپ کو بتانا بھول گیا تھا کہ کچھ دیر پہلے جب ہم ایک بڑے پتھر کے پاس پہنچے تھے تو کھانے کی مچھلی عجیب طور پر زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہی تو وہ جگہ تھی جس کی ہم تلاش میں ہیں۔ چنانچہ آپ اس جگہ واپس آئے اور وہاں آپ کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی۔

یہ نوجوان خادم یوشع تھے، جنہیں حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد نبوت ملی اور وہ بنی اسرائیل کی رہنمائی اور ہدایت کے منصب پر مامور ہوئے۔ واضح رہے کہ یہ اس وقت ہوا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے نیکو کار اور لائق بیٹے موجود تھے، مگر اللہ تعالیٰ کو غالباً یہ بتانا مقصود تھا کہ نبوت اور سیادت کے معاملے میں رشتہ داری کام نہیں آتی، بلکہ وہ اہلیت کام آتی ہے جسے صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

حضرت یوشع بن نون، حضرت یوسف علیہ السلام کے بیٹے افریم کی نسل سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب جو توراۃ کی کتاب ”تاریخ اول“ میں بیان ہوا ہے، اگلے صفحے پر پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام (عمر ۷۵ سال)

حضرت اسحاق علیہ السلام (عمر ۱۸۰ سال)

حضرت یعقوب علیہ السلام (عمر ۱۳۷ سال)

(زوجہ لیاہ)

روبن شمعون لاوی یہوداہ اشکار زبول

(عمر ۱۳۷ سال)

جیرسون قہاث مراری

(عمر ۱۲۳ سال)

عمران (عمر ۱۳۷ سال) اضمہار عرف (عمینداب (Amminadab) جرون عریئیل

(زوجہ یوکبدہ (Juchebed))

قارون (قورح) منیع زکریٰ البیع

حضرت ہارون (عمر ۱۲۳ سال) حضرت موسیٰ (زوجہ حضرت ہارون) (Korah) اسیر القینہ ایبسیف

(زوجہ حضرت صفورہ)

(عمر ۱۲۰ سال)

(زوجہ البیع)

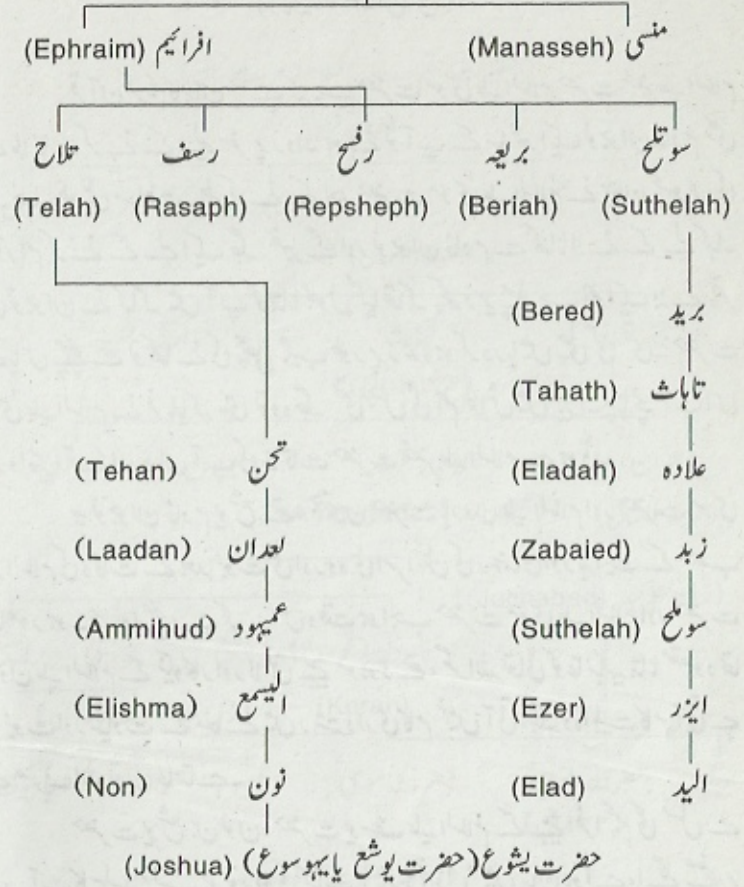
نذب (Nadab) ابیہو (Abihu) الیئزر (Eleasar) اتمر (Ithamar)

العزریا الیسحور جیرسوم

(حوالہ: توراۃ۔ کتاب پیدائش ۲۵-۲۷۔ خروج باب ۷۔ تثنیٰ باب ۲۱-۳۳۔ استثناء باب ۳۹۔ تاریخ اول باب ۶)

حضرت یوسف علیہ السلام

(Joseph)



حضرت یوشع (حضرت یوشع یا یہو سوع) (Joshua)

بنی اسرائیل کی نافرمانی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا کے نتیجے میں ان کا ارض موعود (فلسطین) میں داخلہ بند کر دیا گیا تھا اور انہیں چالیس سال تک وادی سینا میں بادیہ گردی کی سزا دی گئی تھی۔ سزا کی یہ مدت گزرنے کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام کی سرکردگی میں پہلے اریحا (Jerico) فتح ہوا اور پھر رفتہ رفتہ علاقے فتح ہوتے گئے اور اس طرح ارض موعود یعنی فلسطین میں بنی اسرائیل کا داخلہ ہوا۔

☆ حوالہ: توراۃ۔ توارخ اول۔ باب ۷۔ ۲۷ تا ۲۳

حضرت یوشع علیہ السلام نے فلسطین کو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں تقسیم کر دیا تاکہ زمین کے معاملے میں آپس میں جھگڑا فساد اور جنگ و جدال نہ ہو اور سرداروں، منصب داروں اور قاضیوں کا بھی تقرر فرما دیا اور خود تبلیغ و ارشاد میں مصروف رہے۔ بنی اسرائیل کے اصرار پر آپ نے اپنے لیے بنی افرائیم کے کوہستانی علاقے ”تمنت سرح“ (Timnath Serah) کے شہر کو پسند فرمایا اور وہیں مقیم ہوئے۔ آپ کا انتقال ایک سو دس (۱۱۰) برس کی عمر میں ہوا اور اسی شہر میں دفن ہوئے۔

(توراۃ۔ کتاب یوشع باب ۲۴)

حضرت شموئیل علیہ السلام (Samuel)

(زمانہ ۱۱۰۰ قبل مسیح)

تقریباً ۱۱۰۰ قبل مسیح کا زمانہ تھا کہ افرائیم کے کوہستانی علاقے میں ایک شخص القانہ (Elkanah) رہتا تھا جس کی دو بیویاں تھیں، حنہ (Hannah) اور فنہ (Peninah)۔ فنہ کے اولاد تھی مگر حنہ بانجھ تھی، اس وجہ سے فنہ اسے حقیر سمجھتی تھی۔ شہر سیلا (Shiloh) میں اس وقت کے کاہن (نبی) عیلی (Eli) رہتے تھے۔ القانہ ہر سال ان کے پاس عبادت اور قربانی کرنے کے لیے جایا کرتا تھا۔ وہاں حنہ نے دُعا مانگی کہ اگر اس کے ہاں لڑکا ہو تو وہ اُسے خدا کی نذر کر دے گی۔ عیلی کاہن نے بھی اس کے لیے دُعا کی، جو قبول ہوئی۔ بالآخر اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور نذر کے مطابق حنہ نے اس کو عیلی کاہن کے سپرد کر دیا اور ان ہی کی نگرانی اور سرپرستی میں اس بچے نے پرورش پائی۔ اس کا نام سموئیل رکھا گیا۔ عبرانی زبان میں یہ شمع (سنا) اور ایل (اللہ) ہے یعنی اللہ کا فریاد سنا (توراة۔ سموئیل اول باب ۱، ۲)۔

ایک رات عبادت گاہ میں جب سموئیل سونے کے لیے لیٹے تو آواز آئی ”سموئیل“۔ انہوں نے کہا کہ ”میں حاضر ہوں۔“ وہ سمجھے عیلی کاہن نے آواز دی ہے۔ اُنھ کو ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے نہیں بلایا۔ تین دفعہ یہی واقعہ ہوا تو عیلی کاہن سمجھ گئے کہ بذریعہ وحی انہیں آواز دی جا رہی ہے، چنانچہ انہوں نے کہا کہ اگر پھر آواز آئے تو کہنا ”خداوند! تیرا بندہ حاضر ہے۔“ چنانچہ یہی ہوا اور حضرت شموئیل علیہ السلام کو نبوت عطا فرمادی گئی۔

آپ کے نسب کے سلسلے میں ہمارے علما مضطرب البیان ہیں۔ وہ آپ کو حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے بتاتے ہیں۔ ”روح المعانی“ جلد دوم، ”خازن“ جلد دوم اور ”تاریخ ابن کثیر“ جلد دوم میں آپ کے مختلف نسب نامے بیان کیے گئے ہیں، مگر یہ تمام بیانات بلا سند اور بغیر حوالے کے ہیں۔ توراة کے تفصیلی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے لاوی (Levi) کی نسل سے ہیں۔

بنی اسرائیل نے آپ ہی سے استدعا کی تھی کہ ان کا کوئی سردار یا بادشاہ مقرر کر دیا جائے اور آپ نے بحکم الہی طالوت کو ان کا بادشاہ مقرر کیا تھا، جنہوں نے جالوت کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ اسی معرکہ میں حضرت داؤد علیہ السلام نے جو خود بچے تھے، ایک پتھر مار کر جالوت کو قتل کر دیا تھا۔

حضرت شموئیل علیہ السلام کی عمر کی تصریح توراة میں موجود نہیں ہے، مگر واقعات کے سلسلے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کافی لمبی عمر پائی۔ آپ کا انتقال آپ کے آبائی شہر رامہ میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے (سموئیل اول۔ باب ۲۵)۔ توراة کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب اگلے صفحے پر پیش کیا گیا ہے:

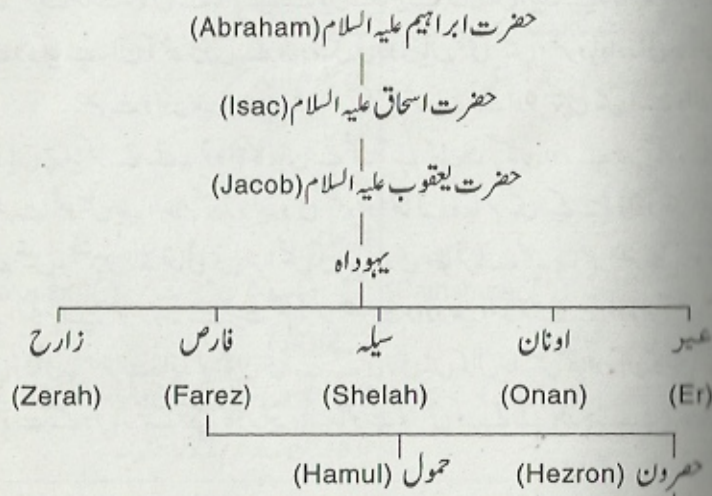
حضرت داؤد علیہ السلام (David)

۱۰۳۴ قبل مسیح

تا
۹۶۴ قبل مسیح

توراة نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر صرف بادشاہ کی حیثیت سے کیا ہے، جبکہ قرآن کریم نے دونوں کی نبوت کا اعلان کیا ہے، دونوں کو اولوالعزم پیغمبر بتایا ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کو ”تَحْلِيْقَةُ فِي الْكَرْبِ“ (سورہ ص - آیت ۲۶) کے لقب سے بھی نوازا گیا ہے۔ آپ کا اور آپ کے فرزند حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ بنی اسرائیل کی تاریخ کا سنہری دور گذرا ہے، جس کے بعد ان میں گمراہیاں، سیاسی رقابتیں اور ہنگامے شروع ہو گئے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا تعلق حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یہوداہ کی نسل سے ہے۔ توراة میں آپ کا ذکر مختلف مقامات پر آیا ہے، مثلاً کتاب کنعتی، روت، تواریخ اول، سموئیل اول، ان سب کو پیش نظر رکھ کر حضرت داؤد علیہ السلام کا شجرہ نسب اس طرح ترتیب پاتا ہے:



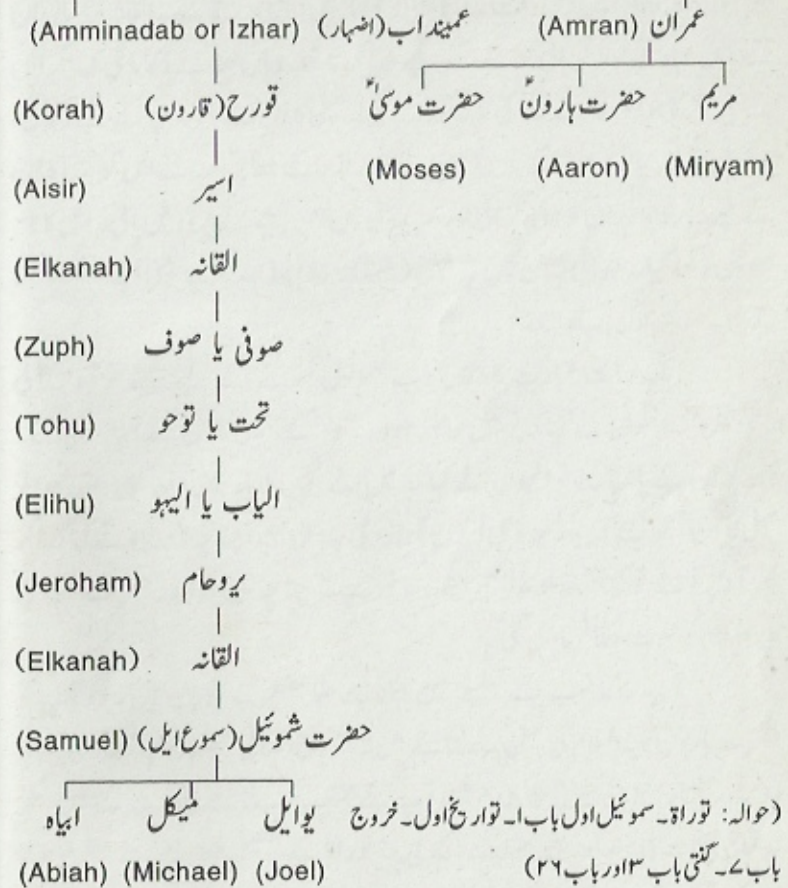
حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت اسحاق علیہ السلام

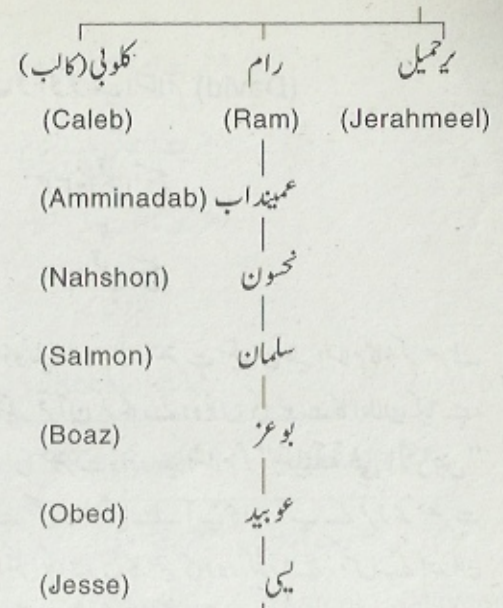
حضرت یعقوب علیہ السلام

لاوی

قہاث (Kohath)



(حوالہ: توراة - سموئیل اول باب ۱ - تواریخ اول - خروج باب ۱۳ اور باب ۲۶)



الیاب عمیناداب سمع نقی ایل ردی عوضم ؟ حضرت داؤد ضرویاہ ابی جانیل
(بیٹیاں)

توراة کی کتاب سموئیل اول (باب ۱۳ تا ۱۷) میں یسی کے آٹھ بیٹے بتائے گئے ہیں، جن میں سب سے چھوٹے حضرت داؤد علیہ السلام تھے، مگر تاریخ اول (باب ۲-۱۶ تا ۳) میں یسی کے صرف سات بیٹوں کے نام لیے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں ایک بیٹے کا نام مذکور ہونے سے رہ گیا ہے۔ ان آٹھ بیٹوں کے علاوہ یسی کی دو بیٹیاں بھی تھیں، ضرویاہ اور ابی جانیل۔ حضرت داؤد علیہ السلام بیت لحم کے باشندے تھے اور بچپن میں اپنے والد کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ توراة کا بیان ہے کہ آپ نہایت حسین اور بے حد بہادر تھے۔ حضرت سموئیل علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم ہوا تھا کہ وہ جا کر یسی کے بیٹے داؤد علیہ السلام سے ملیں، جنہیں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کی سرداری عطا فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت سموئیل علیہ السلام اپنے شہر رامہ سے بیت لحم آکر حضرت داؤد علیہ السلام سے ملے اور ان کے حق میں دعا کی۔ حضرت داؤد کو بچپن ہی سے نواز میں کمال حاصل تھا اور ان کا یہی کمال طاوت کے دربار تک پہنچنے کا ذریعہ بنا۔ جالوت کو قتل کرنے کے بعد جناب طاوت نے

ان کو فوج میں ایک ہزار پر سردار مقرر کر دیا تھا اور اپنی بیٹی میکل سے آپ کا عقد کر دیا (سموئیل باب ۱۸-۲۷)۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیت لحم کی چراگاہوں سے نکال کر اقتدار اور عظمت کی اعلیٰ منازل تک پہنچا دیا۔

آپ صاحب کتاب تھے اور آپ پر زبور نازل ہوئی۔ اس آسمانی کتاب کا اب کہیں وجود نہیں ہے۔ آپ نے کافی ضعیف العمری میں وفات پائی۔ آپ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنا جانشین بنا کر ان کی تاج پوشی کی رسم بھی ادا کر دی تھی۔ موجودہ زبور حضرت داؤد علیہ السلام اور چند دیگر اشخاص کی لکھی ہوئی حمد و ثنا پر مشتمل نظموں کا مجموعہ ہے۔

توراة نے سموئیل اول، سموئیل دوم، تواریخ اول، سلاطین اول وغیرہ میں آپ کی نوازاوج اور ان سے پیدا ہونے والی اولاد کے نام بتائے ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کی کچھ اور ازواج اور دس حرم تھیں۔ ان کے نام اور ان سے ہونے والی اولاد کے نام مذکور نہیں ہیں، تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

اولاد	ازواج
امنون	۱۔ اخینوعم
کلیاب، یارانی ایل و دیگر (بے اولاد)	۲۔ ابی جانیل
ابی سلوم اور دختر تمر	۳۔ میکل بنت طاوت
ادونیا	۴۔ معکہ بنت تلمی شاہ جسور
سقطیہ	۵۔ حجیت
اترحام	۶۔ ابی طال
سمع، سوباب، ناتن حضرت سلیمان (Solomon)	۷۔ عجلہ
(بے اولاد)	۸۔ بت سمع بت سمی ایل (Bathshua)
اریحا، الیسوع، نجہ، نفع، یفیع، الیقاط، الیسع، الیدع	۹۔ ابی شاگ شو نعمیت
اولاد جن کے نام مذکور نہیں۔	۱۰۔ دیگر ازواج (یروشلم میں)
	۱۱۔ دس حرمیں

حضرت سلیمان علیہ السلام (Solomon)

۹۹۲ قبل مسیح

تا
۹۲۴ قبل مسیح

حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ بنی اسرائیل کی تاریخ کا سب سے زیادہ شاندار اور تابناک دور ہے۔ آپ کی سلطنت کی وسعت اور شان و شوکت کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اور پرند بھی آپ کے تابع کر دیئے گئے تھے اور آپ کو پرندوں اور جانوروں کی بولیوں کا بھی علم عطا فرمایا گیا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے اس لیے آپ کا سلسلہ نسب وہی ہے جو اوپر حضرت داؤد علیہ السلام کے سلسلے میں پیش کیا جا چکا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے اپنے دور حکومت کے آخری ایام میں بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کی تعمیر کا آغاز کیا تھا جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دور اقتدار میں جنوں کی مدد سے نہایت شاندار طریقے سے تکمیل تک پہنچایا۔ بنی اسرائیل میں یہ ”ہیکل سلیمانی“ کے نام سے مشہور تھا اور اسی میں ”تابوتِ سکینہ“ رکھا تھا، جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تمکرات رکھے تھے اور جسے تورات میں ”عہد کا صندوق“ کہا گیا ہے۔

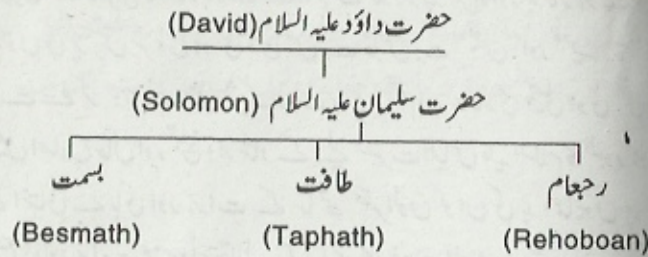
حضرت داؤد علیہ السلام کے آخری زمانے میں آپ کے بیٹے ادونیا نے، جو آپ کی بیوی حجیت کے بطن سے تھے، سلطنت پر قابض ہونے کی کوشش کی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے امراء سلطنت کو جمع کر کے اپنی زندگی ہی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی تاجپوشی کر دی۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۹۰ سال تھی۔

توراة کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یروشلم میں چالیس سال تک تمام بنی اسرائیل پر حکومت کی (سلاطین اول باب ۱۱-۱۲ اور تاریخ دوم باب ۹-۳۰-۳۱) آپ کا انتقال ۹۲۴ قبل مسیح میں ہوا اور آپ حضرت داؤد علیہ السلام کے شہر حبرون میں

دفن ہوئے۔

توراة میں آپ کی ازواج کی تعداد سات سو اور حرموں کی تعداد تین سو بتائی گئی ہے۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں آپ کی ستر بیویوں کا ذکر ہے۔ ان ازواج میں (۱) مصر کی بیٹی کے علاوہ دوسرے علاقوں اور قبیلوں کے سرداروں کی بیٹیاں بھی شامل تھیں۔

توراة نے آپ کے ایک بیٹے رجعام اور دو بیٹیوں طاقت اور بسمت کے نام لیے ہیں (سلاطین اول باب ۴-۵ اور تاریخ اول باب ۳)، دیگر کے نام معلوم نہیں۔



رجعام کی عمر تخت نشینی کے وقت ۴۱ سال تھی۔ انہوں نے سترہ (۱۷) سال حکومت کی، مگر ان کے دور میں بغاوتیں بھی ہوئیں۔ بنی اسرائیل کے دس گیارہ قبیلوں کی الگ حکومت قائم ہو گئی اور اس عظیم الشان سلطنت اور متحدہ اقتدار کا خاتمہ ہو گیا، جو حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے قائم کیا تھا اور اس وقت سے بنی اسرائیل کا سیاسی زوال شروع ہو گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیٹی طاقت، ابنیداب کی زوجیت میں تھیں۔ ابنیداب دور (Dor) کے علاقے کا سردار تھا۔ آپ کی دوسری صاحبزادی بسمت انخیز (Ahimaaz) کی بیوی تھیں، جو نفتالی کے علاقے میں سردار تھے۔

(توراة سلاطین اول-باب ۴)۔

حضرت الیاس علیہ السلام (Elijah)

۹۰۰ قبل مسیح

۸۴۵ قبل مسیح

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کی حکومت اور معاشرہ دونوں تیزی سے تہذیب کا شکار ہوتے گئے۔ لوگ حد درجہ گمراہ اور بدکار ہو گئے، یہاں تک کہ بتوں کی پرستش شروع ہو گئی جن میں سے خاص بت ”بلعل“ اور ”یتارہ“ تھے۔ سلاطین سے لے کر عوام تک میں شرک و بت پرستی، ظلم اور بدکاری پھیلی ہوئی تھی۔ ان حالات میں اصلاح حال اور تبلیغ وارشاد کے لیے حضرت الیاس علیہ السلام کا ظہور ہوا اور آپ نے انتہائی بے باکی اور جرأت کے ساتھ حکمرانوں کو ان کی بد اعمالیوں پر سخت زجر و توبیخ کی اور نہایت عزم و استقلال کے ساتھ کارِ نبوت انجام دیتے رہے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کا سلسلہ نسب توراۃ میں مذکور نہیں ہے۔ آپ جلعاد (Gilad) کے باشندے تھے مگر توراۃ نے تصریح کی ہے کہ آپ جلعاد کے ”پردیسوں میں سے“ تھے (سلاطین اول باب ۱۷-۱۸)۔ توراۃ نے آپ کو تنشی (Tishbite) بتایا ہے۔ ہمارے مؤرخین کے بیانات سے زیادہ سے زیادہ جو بات اخذ کی جاسکتی ہے، وہ یہ ہے کہ آپ کا تعلق حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہے۔

آپ کے زمانے کے متعلق بھی ہمارے مؤرخین میں اختلاف ہے۔ قرآن کریم میں حضرت ادریس علیہ السلام کے رفع الی السماء کا ذکر ہے اور توراۃ نے حضرت الیاس علیہ السلام کے بھی رفع الی السماء کا ذکر کیا ہے، اس لیے کچھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کی اتباع میں کچھ علماء نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام ایک ہی پیغمبر کے نام ہیں، مگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ روایت مرفوع نہیں ہے یعنی اس کا سلسلہ حضور اقدس ﷺ تک نہیں پہنچتا، لہذا اس روایت کی حیثیت اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہ یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذاتی خیال ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کا زمانہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے کا اور نہایت قدیم ہے اور حضرت الیاس علیہ السلام کا تعلق اس زمانے سے ہے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد شورش اور ہنگاموں کے بعد سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی، جن کا ذکر توراۃ نے شاہانِ یہوداہ اور شاہانِ اسرائیل کے ناموں سے کیا ہے۔ شاہ اسرائیل اشی اب اور اس کی ملکہ ایزاجل کو ان کی گمراہی پر حضرت الیاس علیہ السلام نے جو سخت تہدید و تنبیہ کی تھی، اس کا تفصیلی ذکر ہے۔ اشی اب کے دورِ حکومت کی تاریخ، جو تحقیق کے بعد ہم نے اپنی کتاب ”انبیائے قرآن“ جلد سوم میں پیش کی ہے، وہ ۸۶۷ قبل مسیح تا ۸۴۶ قبل مسیح کی ہے، چنانچہ حضرت الیاس علیہ السلام کا زمانہ تقریباً ۸۰۰ قبل مسیح تا ۸۴۶ قبل مسیح ہے۔ پھر قرآن کریم نے حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کا نام لے کر علیحدہ علیحدہ ذکر کیا ہے، لہذا یہ دونوں ایک ہی شخصیت نہیں ہیں۔

۸۷۵ قبل مسیح

۸۸۰ قبل مسیح تا

توراة کا بیان ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کوہ حورب کے ایک غار میں معتکف تھے جب انہیں بذریعہ وحی حکم ہوا کہ بیابان دمشق کو جائیں، چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ جب آپ ایبل محولہ (Abel Mehola) پہنچے تو وہاں ایک جوان کو دیکھا کہ بارہ جوڑی بیلوں کو لیے ہوئے کھیت جوت رہا ہے۔ آپ اس جوان کے قریب سے گزرے تو اپنی چادر اس پر ڈال دی۔ چادر کا پڑنا تھا کہ اس جوان کی تو دنیا ہی بدل گئی اور وہ اپنے بیلوں کو چھوڑ کر چیتا ہوا آپ کے پیچھے یہ کہتے ہوئے دوڑا کہ

”مجھے اپنے ماں باپ کو الوداع کہہ لینے دیجیے، پھر میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔“ حضرت الیاس علیہ السلام نے فرمایا کہ ”میں نے تو تم سے کچھ نہیں کہا،“ مگر اس نے اصرار کر کے آپ کو ٹھہرنے کے لیے کہا۔ گھر جا کر بیلوں کو ذبح کر کے گوشت راہِ خدا میں تقسیم کر دیا اور ماں باپ سے رخصت ہو کر آپ کے پیچھے چل دیا اور پھر زندگی بھر آپ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ یہ جوان مرد حضرت الیسع علیہ السلام تھے جو حضرت الیاس علیہ السلام کے خلیفہ، جانشین اور آپ کے بعد بنی اسرائیل کے نبی ہوئے (توراة: سلاطین اول۔ باب ۱۹)۔

حضرت الیسع علیہ السلام ایبل محولہ کے باشندے تھے اور آپ کا پیشہ زراعت تھا۔ ایبل محولہ بحرِ میت اور بحرِ گیلی کے درمیان ایک شہر تھا، جو دریائے اردن کے ساحل پر واقع تھا۔ ہمارے مورخین نے آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کی نسل سے بتایا ہے اور

آپ کو حضرت الیاس علیہ السلام کا چچا زاد بھائی کہا، مگر توراة سے ان دونوں بیانات کی تائید نہیں ہوتی۔ توراة میں آپ کا شجرہ نسب مذکور نہیں ہے، صرف آپ کے والد کا نام سافط بتایا گیا ہے۔ قرآن کریم میں آپ کا نام دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں کے ساتھ صرف دو مقامات پر آیا ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ النعام، آیات ۸۶ تا ۹۰ اور سورۃ ص، آیت ۳۸۔

وَأَسْمِعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ یُوْنُسَ وَ لُوطًا ۚ وَ كُلًّا فَضَلْنَا عَلَى الْعَالَمِیْنَ ۝ وَ مِنْ آبَائِهِمْ وَ ذُرِّیَّتِهِمْ وَ إِخْوَانِهِمْ ۚ وَ اجْتَبَيْنَاهُمْ وَ هَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ ۝ ذَلِكْ هَدَى اللّٰهُ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَ لَوْ أَشْرَكُوا لَحِطَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا یَعْمَلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اتَّيْتَهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحُكْمَ وَ النَّبُوَّةَ ۚ فَإِنْ یَكْفُرْ بِهَا هَؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّیْسُوا بِهَا بِكَفِرِیْنَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهَا هُمْ أَقْتَدَ ۚ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِیْنَ ۝ (سورۃ الانعام۔ آیات ۸۶-۹۰)

ترجمہ: اور اسمعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو (بھی) اور سب کو فضیلت دی ہم نے سارے جہان والوں پر اور ان کے آباؤ اجداد میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور ان کے بھائیوں میں سے (بھی کچھ کو) اور منتخب کیا ہم نے اور انہیں ہدایت دی سیدھے راستے کی طرف۔ یہ ہدایت ہے اللہ کی اور راہ دکھاتا ہے اس کے ذریعے سے وہ جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے۔ لیکن اگر کہیں شرک کیا انہوں نے تو غارت ہو جائیں گے ان کے وہ سب اعمال جو کیے تھے انہوں نے۔ یہی تھے وہ لوگ جن کو عطا کی ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت لہذا اگر انکار کرتے ہیں ان (کو ماننے) سے یہ لوگ تو (کچھ پروا نہیں) بے شک سوچ دی ہم نے یہ نعمت کچھ اور لوگوں کو جو نہیں ہیں اس سے منکر۔ یہ ہیں وہ لوگ جنہیں ہدایت دی اللہ نے سو تم بھی انہی کے راستے پر چلو۔ کہہ دو نہیں مانگتا میں تم سے (تبلیغ کے) اس کام پر کوئی اجر۔ نہیں ہے یہ مگر نصیحت جہان والوں کے لیے۔

وَ اذْكُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ ذَا الْكِفْلِ ۚ وَ كُلًّا مِّنَ الْاٰخِیَارِ ۝ (سورۃ ص۔ آیت ۳۸)

ترجمہ: اور ذکر کرو اسمعیل کا، الیسع کا اور ذوالکفل کا اور یہ سب نیک بندوں میں سے تھے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کے رفع الی السماء کے فوراً بعد آپ کو منصب نبوت سے نوازا گیا۔ ہماری تحقیق کے مطابق آپ کی ولادت تقریباً ۸۷۵ قبل مسیح اور وفات ۸۸۰ قبل مسیح میں ہوئی اور آپ نے تقریباً ۹۵ سال کی عمر پائی ☆۔ توراة میں آپ کی ازواج و اولاد کا بھی کوئی ذکر نہیں ملتا۔

☆ زمانے کی تحقیق کے لیے ملاحظہ ہو ”انبیائے قرآن“ جلد سوم، تذکرہ حضرت الیسع علیہ السلام

حضرت ذوالکفل علیہ السلام

حضرت ذوالکفل کا ذکر توراۃ میں نہیں۔ قرآن کریم میں آپ کا نام دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں کے ساتھ دو جگہ مذکور ہے، ملاحظہ ہو سورۃ انبیاء، آیت ۸۵ اور سورۃ ص، آیت ۴۸۔

علامہ ابن جریر نے آپ کو حضرت الیسع علیہ السلام کا خلیفہ اور جانشین کہا ہے۔ ابن ابی حاتم نے بھی کچھ منقطع اور غیر مستند روایات کے ذریعے اسی قسم کا خیال ظاہر کیا ہے، جبکہ امام طبری نے آپ کو حضرت ایوب علیہ السلام کا بیٹا بتایا۔ ان کا بیان ہے کہ ان کا نام ”بشر“ اور لقب ”ذوالکفل“ تھا اور انہوں نے پچھتر (۷۵) سال کی عمر پائی۔ آپ کے بیٹے کا نام ”عبدان“ بتایا گیا ہے (تاریخ طبری، جلد اول)۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے موضع القرآن میں اسی بیان کو اختیار کیا ہے۔

یہ تمام بیانات توراۃ، قرآن کریم یا صحیح حدیث کی سند کے بغیر ہیں، اس لیے ان کو مصنفین مذکور کا ذاتی خیال یا ذاتی تحقیق کہہ سکتے ہیں۔ آپ کی ازواج و اولاد، زمانے اور مقام کا بھی کوئی یقینی علم نہیں ہے۔ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غالباً آپ کی بعثت حضرت الیسع علیہ السلام کے بعد ہوئی۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے کہ امام طبری نے آپ کو حضرت ایوب علیہ السلام کا بیٹا اور آپ کے بیٹے کا نام عبدان بتایا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام ادومی عرب تھے۔ توراۃ میں ایک نبی حضرت عبدیا (Obadiah) کا ذکر ہے، جو ادوم کی طرف مبعوث ہوئے۔ آپ کے نام سے توراۃ میں ایک صحیفہ ”صحیفہ عبدیاہ“ کے نام سے موجود ہے، مگر حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ ۱۷۰۰ قبل مسیح ہے اور جناب عبدیاہ کا ظہور توراۃ کی تصریحات کے پیش نظر بنو کد نصر کے حملہ بیت المقدس (۵۸۶ قبل مسیح) کے بعد ہوا۔

بعض علماء نے اس خیال کا اظہار بھی کیا ہے کہ یہ غالباً گوتہ بدھ کا لقب ہے۔ گوتہ بدھ کپل دستو میں پیدا ہوئے تھے۔ کپل کا معرب کفل ہے، مگر یہ محض ایک خیال ہے جس کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام (JONAH)

(آٹھویں صدی قبل مسیح)

آپ کا ذکر توراۃ اور قرآن دونوں میں ہے۔ توراۃ میں آپ کے نام سے ایک صحیفہ ”صحیفہ یوناہ“ شامل ہے، جو چار ابواب پر مشتمل ہے مگر آپ کا نسب مذکور نہیں ہے، صرف آپ کے والد کا نام متی یا امتی (Amittai) بتایا ہے اور حدیث نبوی ﷺ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے آپ کو ”ذوالنون“ اور ”صاحب الحوت“ کے لقب سے بھی یاد کیا ہے۔ عربی میں ”حوت“ مچھلی کو کہتے ہیں اور ”نون“ قدیم عربی کے علاوہ ارامی، کلدانی اور مصری زبانوں میں بھی مچھلی کو کہتے ہیں۔ یہ القاب آپ کے اُس واقعہ کی نسبت سے ہیں، جب ایک بڑی مچھلی نے آپ کو نگل لیا تھا اور پھر بحکم الہی آپ کو ساحل پر زندہ اگل دیا تھا۔

توراۃ میں آپ کے شہر کا نام نینوا بتایا گیا ہے۔ یہ آشوری حکومت کا صدر مقام اور موصل کے علاقے کا مرکزی شہر تھا، جو دریائے دجلہ کے کنارے آباد تھا۔ آپ کی قوم بت پرست تھی، مگر یہ دنیا کی واحد قوم ہے جو عذاب کے نزول کے آثار دیکھ کر ایمان لے آئی اور اس کی توبہ بارگاہ الہی میں مقبول ہوئی اور یوں اس پر عذاب کا نزول روک دیا گیا۔ یہ تقریباً آٹھویں صدی قبل مسیح کا واقعہ ہے۔

(چھٹی صدی قبل مسیح)

توراة میں آپ کے نام سے ایک پورا صحیفہ ”صحیفہ عزرا“ کے نام سے شامل ہے۔ آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور آپ کا ظہور ان کی سترھویں پشت میں ہوا۔ توراة کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے:

- ۱۔ حضرت ہارون علیہ السلام (Aaron)
- ۲۔ الیہوزر (Eleasar)
- ۳۔ فینحاس (Phinehas)
- ۴۔ ابیشوہ (Abishuh)
- ۵۔ بقی (Bukki)
- ۶۔ عززی (Uzzi)
- ۷۔ زراخیاہ (Zerahiah)
- ۸۔ مرایوت (Meraioth)
- ۹۔ عزریاہ (Azariah)
- ۱۰۔ امریہ (Amariah)
- ۱۱۔ اخیطوب (Ahitub)
- ۱۲۔ صدوق (Zadok)
- ۱۳۔ سلوم (Shallum)
- ۱۴۔ خلقیاہ (Hilkiah)
- ۱۵۔ عزریاہ (Azaria)
- ۱۶۔ سریاہ (Seraiah)

(حوالہ: توراة۔ صحیفہ عزرا۔ باب ۷۔ ۵۲۱)

چھٹی صدی قبل مسیح میں شہر بابل کے ایک بے حد طاقتور حکمران بنوکدنصر (Nebuchadnezzar) نے بیت المقدس پر حملہ کر کے اُسے تباہ کر کے آگ لگا دی جس میں توراة کے سب نسخے بھی جل گئے اور وہ ہزاروں اسرائیلیوں کو قید کر کے بابل لے گیا۔ ان قیدیوں میں حضرت دانیال اور حضرت عزیر علیہم السلام (جو اس وقت کم سن تھے) بھی شامل تھے۔ ستر سال کی اسیری کے بعد سائرس (Cyrus) کے خسر و شاہ ایران نے ۵۱۷ قبل مسیح میں بابل پر حملہ کر کے بنی اسرائیل کو رہائی دلائی اور انہیں بیت المقدس واپس بھیج دیا اور بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر کا حکم دیا۔ ان واپس آنے والوں میں حضرت عزیر بھی تھے، جنہوں نے دُور سے شہر کی ویرانی اور بربادی کو دیکھ کر کہا کہ یہ کیسے آباد ہو سکے گا؟ اللہ تعالیٰ نے ان پر سو برس تک نیند طاری کر دی۔ سو سال کے بعد جب وہ بیدار ہوئے تو بیت المقدس دوبارہ تعمیر ہو کر آباد ہو چکا تھا۔

اس واقعہ کا ذکر صرف قرآن کریم نے کیا ہے (سورۃ البقرۃ۔ آیت ۲۵۹)۔ توراة اس سلسلے میں خاموش ہے۔ بابل کی آتش زدگی اور تباہی میں توراة کے سب نسخے بھی جل گئے تھے۔ اب آزادی کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنے حافظے کی مدد سے دوبارہ توراة لکھوائی۔ اس لیے بنی اسرائیل نے انہیں ”ابن اللہ“ کہنا شروع کر دیا تھا، جیسا کہ بعد میں عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا۔ آپ کی ازواج و اولاد کا کوئی تذکرہ توراة میں نہیں ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام (Zacharias)

(پہلی صدی قبل مسیح)

حضرت زکریا علیہ السلام کا تذکرہ اناجیل اربعہ اور قرآن کریم دونوں میں موجود ہے، مگر آپ کا سلسلہ نسب بیان نہیں ہوا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری اور ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں آپ کا جو سلسلہ نسب بیان کیا ہے، وہ سترہ پشتوں میں حضرت داؤد علیہ السلام سے ملتا ہے۔ یہ اس لیے قابل قبول نہیں ہے کہ توراۃ کی کتاب تاریخ اول کے باب ۳ میں بنی اسرائیل کی بابل کی اسیری سے رہائی اور فلسطین واپسی تک حضرت داؤد علیہ السلام کی چوبیس پشتوں کا ذکر ہے۔

انجیل متی میں ایک جگہ آپ کے والد کا نام برکیاہ (Barachias) بیان ہوا ہے (انجیل متی۔ باب ۲۳-۲۵)۔ انجیل لوقا میں آپ کا تعلق ایبیاہ کی نسل سے بتایا گیا ہے (انجیل لوقا۔ باب ۱-۵)۔ توراۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایبیاہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پوتے اور رحبعام کے بیٹے کا نام تھا (توراۃ۔ توارخ اول۔ باب ۲-۱۰) ہمارے علماء اور محققین بھی اس بات پر متفق ہیں کہ آپ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ آپ کی زوجہ محترمہ کا نام الیشیع (Elizabeth) تھا اور انجیل لوقا میں ہے کہ:

”اس کی بیوی ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھی اور اس کا نام الیشیع تھا۔“

(انجیل لوقا۔ باب ۱)

الیشیع کی ایک بہن تھیں جن کا نام انجیل نے اور حنہ اور ہمارے مؤرخین نے حنہ بنت فاووز بتایا ہے۔ ان کے شوہر کا نام عمران تھا جو ایک بزرگ اور اہل یہود کی اصطلاح کے مطابق ایک بڑے درجے کے ”کاہن“ تھے۔ حنہ کی بیٹی کا نام حضرت مریم علیہا السلام ہے۔ یہود کی اصطلاح میں ”کاہن“ اس ممتاز شخصیت کو کہتے تھے جس کے ذمے شریعت کا نفاذ، کاروبار قضا اور عبادت گاہ یعنی ہیکل سلیمانی کی خدمت ہوتی تھی۔ یہ منصب سب سے پہلے حضرت ہارون علیہ السلام کو تفویض ہوا تھا اور پھر آگے آپ کی نسل میں جاری رہا۔ حضرت زکریا علیہ السلام بھی ان ہی معنوں میں کاہن تھے اور بیت المقدس کی خدمت پر مامور تھے۔ آپ حضرت مریم علیہا السلام کے خالو تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام

کی والدہ نے جب اپنے عہد کے مطابق آپ کو اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر کے عبادت گاہ میں بھیج دیا تو وہ حضرت زکریا علیہ السلام ہی کی کفالت میں رہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا پیشہ نجاری تھا۔ بہت ضعیف العمری میں آپ کی دعا کی مقبولیت کے نتیجے میں آپ کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ انجیل متی، باب ۲۳ اور انجیل لوقا، باب ۱۱ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زبانی یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ کو چند افراد نے قربان گاہ اور مقدس کے درمیان شہید کر دیا تھا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام (John)

(۱ قبل مسیح تا ۳۰ عیسوی)

حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت مریم علیہا السلام کے خالہ زاد بھائی تھے۔ آپ کی ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ قبل ہوئی تھی۔ شروع ہی سے آپ زہد و تقویٰ اور پاکیزگی کا مجسمہ تھے۔ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مناد تھے، یعنی ان کی آمد کی خبریں لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔ آپ کا قیام دریائے اردن کے قریب جنگلوں میں تھا۔ آپ وہیں سے لوگوں کی رشد و ہدایت کا کام کیا کرتے تھے اور لوگوں کو پانی سے پتہ دیتے تھے۔ آپ ذکر یا علیہ السلام کے فرزند تھے اس لیے آپ کا سلسلہ نسب وہی ہے، جو حضرت ذکر یا علیہ السلام کا ہے یعنی آپ کا تعلق حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسل سے ہے۔ آپ نے شادی نہیں کی تھی۔

اس وقت فلسطین پر رومیوں کی حکومت تھی۔ گلیل کے صوبے کا رومی گورنر ہیرودیس (Herod) تھا جبکہ اتوریہ اور ترخونی تیس کے علاقے کا گورنر اس کا بھائی فلپس (Philip) تھا۔ فلپس کی بیوی حسین، مگر بدکار عورت تھی۔ اس کے ہیرودیس سے تعلقات تھے اور وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر ہیرودیس کے پاس آکر اس کی زوجہ کے طور پر رہنے لگی تھی۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اسے ناجائز اور حرام قرار دے کر اس کی زجر و توبیخ کی، جس کی وجہ سے وہ آپ کی دشمن بن گئی اور موقع پا کر پہلے ہیرودیس کو بھڑکا کر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قید کر دیا اور بعد ازاں قتل کر دیا۔ اس وقت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عمر صرف تیس ساڑھے تیس سال تھی۔

135256

حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام (Jesus Christ)

(۱ء تا ۳۳ عیسوی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک معجزے کے طور پر بغیر باپ کے حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب متی اور لوقا نے اپنی انجیل میں بیان کیا ہے، زربابل کے اوپر یہ سلسلہ توراہ کی کتاب، توارخ اول کے باب ۲ میں بھی بیان ہوا ہے، مگر یہ تینوں بیانات ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور پشتوں کی تعداد میں بھی فرق ہے۔ تفصیل یہ ہے:

انجیل متی، باب ۱ ۱۶ تا ۱	انجیل لوقا، باب ۲ ۳۸ تا ۲۳	توراہ، توارخ اول باب ۳
۱۔ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام	۱۔ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام	
۲۔ یوسف نجار	۲۔ یوسف نجار	
۳۔ یعقوب	۳۔ عیسیٰ	
۴۔ متھان	۴۔ متھان	
۵۔ الیوزر	۵۔ لاوی	
۶۔ العیہود	۶۔ ملکی	
۷۔ انخیم	۷۔ ینا	
۸۔ صدوق	۸۔ یوسف	
۹۔ عاذور	۹۔ متتیاہ	
۱۰۔ الیا قیم	۱۰۔ عاموس	
۱۱۔ ایہو	۱۱۔ ناحوم	
۱۲۔ زربابل	۱۲۔ اسنیاہ	
۱۳۔ سیلتی ایل	۱۳۔ نوکہ	
۱۴۔ کیونیاہ	۱۴۔ ماعت	

انجیل متی، باب ۱ ۱۶ تا ۱	انجیل لوقا، باب ۲ ۳۸ تا ۲۳	توراة، توارخ اول باب ۳
۱۵۔ یوسیاہ	۱۵۔ متیتاہ	
۱۶۔ امون	۱۶۔ شمعئ	
۱۷۔ منسی	۱۷۔ یوسیف (یوسف)	
۱۸۔ حزقیاہ	۱۸۔ یوداہ	
۱۹۔ آخر	۱۹۔ یوحنا	
۲۰۔ یوتام	۲۰۔ ریا	
۲۱۔ عزریاہ	۲۱۔ زربابل	۱۔ زربابل
۲۲۔ یورام	۲۲۔ سیلتی ایل	۲۔ فدایا
۲۳۔ یہوسفط	۲۳۔ نیری	۳۔ یونیہ
۲۴۔ آسا	۲۴۔ ملکی	۴۔ یہویشیم
۲۵۔ ایبیاہ	۲۵۔ اڈی	۵۔ یوسیاہ
۲۶۔ رجحام	۲۶۔ قوسام	۶۔ امون
۲۷۔ حضرت سلیمانؑ	۲۷۔ المودام	۷۔ منسی
۲۸۔ حضرت داؤدؑ	۲۸۔ عمیر	۸۔ حزقیاہ
	۲۹۔ یثوع	۹۔ آخر
	۳۰۔ الیعزر	۱۰۔ یوتام
	۳۱۔ ایوریم	۱۱۔ عزریاہ
	۳۲۔ متات	۱۲۔ امصیاہ
	۳۳۔ لاوی	۱۳۔ یواس
	۳۴۔ شمعون	۱۴۔ اخزیاہ
	۳۵۔ یہوداہ	۱۵۔ یورام
	۳۶۔ یوسف	۱۶۔ یہوسفط
	۳۷۔ یونان	۱۷۔ آسا

انجیل متی، باب ۱ ۱۶ تا ۱	انجیل لوقا، باب ۲ ۳۸ تا ۲۳	توراة، توارخ اول باب ۳
	۳۸۔ الیا قیم	۱۸۔ ایبیاہ
	۳۹۔ ملے آہ	۱۹۔ رجحام
	۴۰۔ متاہ	۲۰۔ حضرت سلیمانؑ
	۴۱۔ متیتاہ	۲۱۔ حضرت داؤدؑ
	۴۲۔ ناتن	
	۴۳۔ حضرت داؤدؑ	

یہ سلسلہ ہائے نسب جو اوپر بیان ہوئے ہیں، یکسر غلط ہیں۔ متی اور لوقا دونوں کے بیان کردہ سلسلوں میں یوسف نجار کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ بتایا گیا ہے، اس لیے یہ سلسلہ یوسف نجار کا سلسلہ ہے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے، لہذا ان کی نسل کے سلسلے کا اگر کسی سے تعلق ہو سکتا ہے تو وہ ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کا سلسلہ ہے اور انجیل لوقا سے ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ حنہ اور ان کی بہن الیشیع (زوجہ حضرت زکریاؑ) کا تعلق حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھا (انجیل لوقا: باب ۱)۔ حنہ کے شوہر بیت المقدس کے بزرگ کاہن جناب عمران تھے۔ کہانت کا منصب چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کی نسل سے مخصوص تھا، اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عمران کا تعلق بھی حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہوگا۔

اس بوالعجبی کو صرف بدحواسی ہی کہا جاسکتا ہے کہ ایک طرف تو عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور دوسری طرف اسی سانس میں وہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ آخر یہ اجتماع ضدین کیوں ہے؟ وجہ یہ ہے کہ گذشتہ ادوار میں بنی اسرائیل کے ایک نبی نے یہ پیشینگوئی کی تھی کہ بنی اسرائیل کا سردار داؤد علیہ السلام کے خاندان سے ظاہر ہوگا۔ چنانچہ اس پیشینگوئی سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے یہ ناکام اور لاحاصل کوشش کی گئی کہ یوسف نجار کو باپ کہہ کر سلسلہ حضرت داؤد علیہ السلام سے جوڑ دیا جائے۔

وہ آسمانی کتاب انجیل، جس کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے، اب دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے۔ موجودہ انجیل اربعہ چار مختلف لوگوں کے لکھے ہوئے (جن کے زمانے بھی مختلف ہیں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے واقعات ہیں۔ یہ چاروں مصنفین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بہت بعد کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان میں سے کسی کو بھی حضرت مسیح علیہ السلام کا زمانہ ملا، نہ آپ سے ملنے یا آپ کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت لحم میں پیدا ہوئے اور بچپن کا زمانہ گلیل میں گذرا۔ آپ کو نبوت تو گہوارے ہی میں عطا ہو گئی تھی مگر عمر کے تیس برس تک، جب تک حضرت یحییٰ علیہ السلام حیات رہے، آپ خاموش رہے لیکن حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ نے رشد و ہدایت اور بنی اسرائیل کی اصلاح کا کام شروع کیا۔ آپ کی کوئی مستقل قیام گاہ نہیں تھی۔ آپ کی تبلیغی زندگی بہت مختصر یعنی تین سال پر مشتمل ہے اور یہ مختصر وقت زیادہ تر سفر ہی میں گذرا۔

بنی اسرائیل اور ان کے علماء (ربی اور فریسی) کی گمراہیوں، بد اعمالیوں اور نفاق کی بنا پر آپ انہیں بے محابا اور بے باکانہ زبردستی فرماتے۔ ان علماء کو اس وجہ سے عوام پر اپنا اقتدار کم ہوتا نظر آنے لگا۔ دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے لوگ ان کے معتقد ہو کر ان کے گرد جمع ہونے لگے، لہذا وہ علماء ان کی جان کے دشمن ہو گئے۔ کئی دفعہ خود آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی مگر جب اس میں ناکام ہوئے تو ان یہودی علماء نے مل کر رومی حکمرانوں سے شکایت کی اور آپ پر حکومت کے خلاف بغاوت کا الزام لگایا۔ ہیرودیس (Herodes) نے آپ کو بلا کر گفتگو کی اور آپ کو بے قصور پایا، مگر یہودیوں نے سخت ہنگامہ کیا اور آپ کو پھانسی دینے کا مطالبہ کیا، بہر حال مجبور ہو کر اس نے آپ کو صلیب پر لٹکانے کا حکم دے دیا۔

اس زمانے کا دستور تھا کہ مجرم خود اپنی صلیب اٹھا کر مقتل تک جاتا تھا۔ انجیل لوقا اور انجیل مرقس کا بیان ہے کہ جب آپ صلیب اٹھا کر لے جا رہے تھے تو شمعون نامی ایک دیہاتی نے حضرت مسیح علیہ السلام کا تمسخر اڑانا اور آپ کو پریشان کرنا شروع کیا۔ جب رومی سپاہیوں کے منع کرنے پر بھی وہ باز نہیں آیا تو ان سپاہیوں نے سزا کے

طور پر صلیب اس کے کندھوں پر رکھ دی۔ اس کی صورت حضرت مسیح علیہ السلام کے مشابہ ہو گئی اور آپ کی بجائے اسے صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ بارناباس (Barnabas) کا بیان ہے کہ آپ کا حواری یہوداہ یہودی علماء سے رشوت لے کر رومی سپاہیوں کو آپ کی نشاندہی کرنے کے لیے لے کر آیا تو اس کی صورت مسیح علیہ السلام جیسی ہو گئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر اٹھا لیے گئے اور یہوداہ کو لے جا کر آپ کے دھوکے میں صلیب پر لٹکا دیا گیا (انجیل برناباس)۔

قرآن کریم نے اعلان کیا ہے کہ نہ آپ کو قتل کیا گیا نہ صلیب دی گئی، بلکہ لوگوں کے لیے معاملہ مشتبہ بنادیا گیا اور آپ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا۔

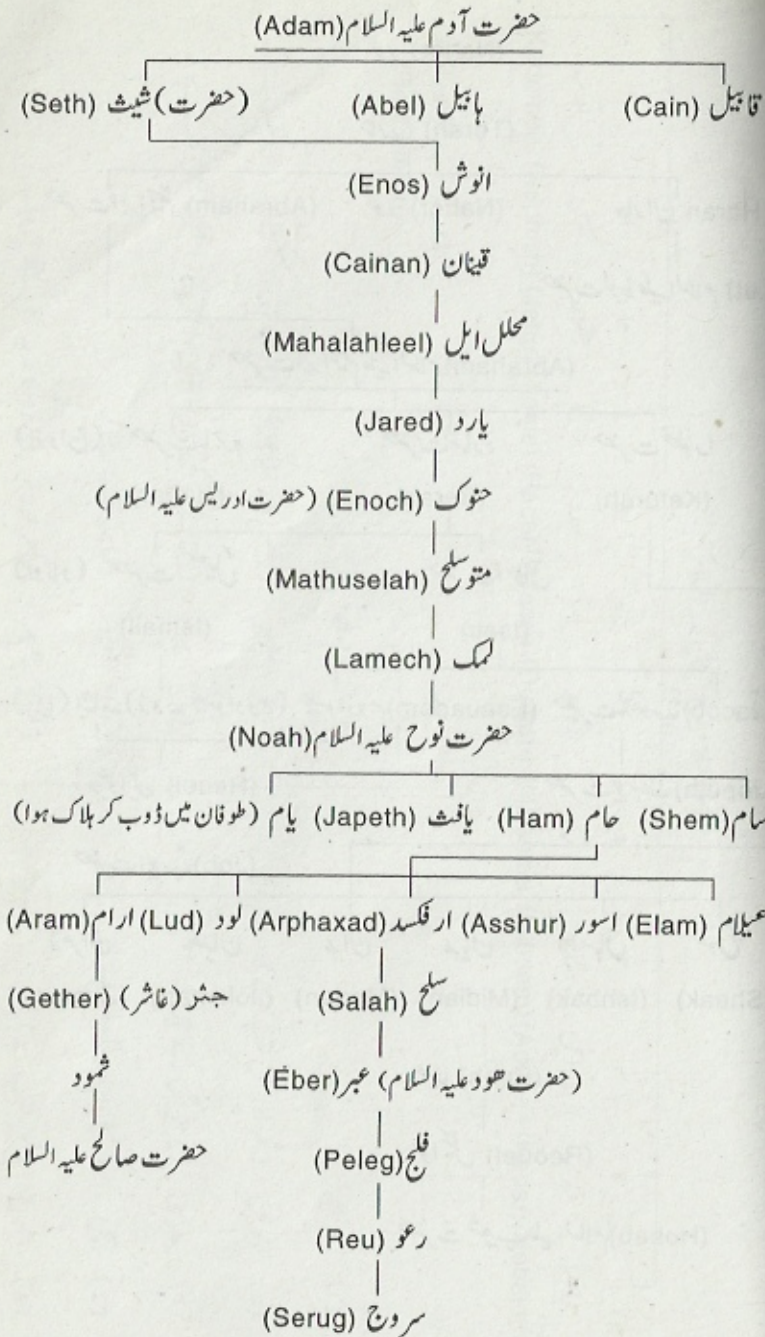
خاتم الانبیاء، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ

۱۲۰ پرل ۵۷۱ء

تا

۸ جون ۶۳۲ء

حضرت آدم سے لے کر حضرت ابراہیم تک توراۃ نے جو سلسلہ نسب بیان کیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بہت طویل درمیانی زمانے اور خلا باقی رہ گئے ہیں اور صرف معلوم زمانوں کے مشاہیر اور اعظم کا نام لے کر سلسلہ آگے بڑھا دیا گیا ہے۔ قرآن سے اس خیال کی پوری طرح تائید و تصدیق ہوتی ہے، مثلاً حضرت نوحؑ جب اپنی قوم کو توحید کی تعلیم دیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایسی بات کبھی اپنے آباؤ اجداد سے نہیں سنی۔ حضرت ابراہیمؑ جب آذر کو بت پرستی سے منع کرتے ہیں تو وہ حیرت سے کہتا ہے کہ تم مذاق کر رہے ہو یا سنجیدہ ہو؟ ہم نے تو اپنے آباؤ اجداد کو ان ہی بتوں کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا اور ہم بھی اسی پر قائم ہیں۔ تقریباً ہر نبی کو اس کی قوم نے اسی طرح کے جواب دیئے، حالانکہ ہر نبی کی تعلیم و تبلیغ کا مرکزی نکتہ عقیدہ توحید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کے درمیان اس قدر طویل عرصہ گزرا ہو گا کہ مخاطب لوگوں کے آباؤ اجداد تک دین حقہ کی تعلیم اور توحید کے عقیدے کو فراموش کر چکے تھے۔ سورۃ الفرقان کی آیت ۳۸ اور سورۃ ابراہیم کی آیت ۹ میں واضح طور پر یہ ارشاد ہوا کہ حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ کے بعد طویل زمانے گزرے اور ان میں بہت سی قومیں ہوئیں، جن کو ان کی گمراہی کے نتیجے میں ہلاک کر دیا گیا، نیز جنہیں سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اس لیے توراۃ کے بیان کردہ سلسلے کو صرف معلوم مشاہیر و اکابر کا سلسلہ سمجھنا چاہیے۔ حضرت ابراہیمؑ سے حضور اقدس ﷺ تک ۶۳ پشتیں ہیں۔ عدنان تک آپ کا سلسلہ نسب مستند ہے اور صحیح بخاری کی ایک حدیث میں خود زبان نبوت سے بیان ہوا ہے۔ اس کے بعد کے سلسلے میں کچھ اختلاف ہے مگر علماء کی اکثریت نے امام طبری اور ابن سعد کی روایت کو ترجیح دی ہے اور ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ صرف تسلسل قائم رکھنے کے لیے ہم یہ سلسلہ حضرت آدمؑ ہی سے شروع کرتے ہیں۔



(۱۴) دیشان (الزاعیہ لقب ہے)۔

(۱۵) عینی (عامر لقب ہے)۔

(۱۶) ارعوی (ارعوی نام اور وعدہ لقب ہے)۔

(۱۷) بلجن (بلجن بھی کہتے ہیں، عنود لقب ہے)۔

(۱۸) مخزان (مخزن بھی کہتے ہیں، تور لقب ہے)۔

(۱۹) یثربی (یثرم اور ملع لقب ہے)۔

(۲۰) سنبر (بشمین اور مقم فی اللحل بھی کہتے ہیں)۔

(۲۱) حمدان (اسلعل ذوالاعوج بھی کہتے ہیں، اعوج ان کے گھوڑے کا نام تھا)۔

(۲۲) الدعا (تیران الطعان بھی کہتے ہیں۔ سب سے پہلے جنگ میں نیزہ استعمال کیا)۔

(۲۳) عبید (اسلعل ذوالمطابخ بھی کہتے ہیں)۔

(۲۴) عبقر (ابراہیم جامع اشل بھی کہتے ہیں)۔

(۲۵) عینی (عانی اور عبقر ابوالجن بھی کہتے ہیں)۔

(۲۶) ماحی (ان کو انطریب خاتم النار بھی کہتے ہیں)۔

(۲۷) ناھض (علتہ لقب ہے)۔

(۲۸) جاحم (جاحم بھی کہتے ہیں)۔

(۲۹) طابخ (طاہب بھی کہتے ہیں، عمیقان لقب ہے)۔

(۳۰) یدلاف (تدلاف بھی کہتے ہیں، رائمہ لقب ہے)۔

(۳۱) یداس (محمل بھی کہتے ہیں)۔

(۳۲) حزا

(۳۳) ناشد (محکم ذوالعین لقب ہے)۔

(۳۴) عوام (زمانہ ۱۰۰۰ قبل مسیح۔ بقموال اور برنخ الناحب بھی کہتے ہیں۔ طبری نے ان کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا معصر بتایا ہے)۔

(۳۵) ابی (سعدرف بھی کہتے ہیں)۔

(۳۶) قوال (یوزا اور عشر القتامہ بھی کہتے ہیں)۔

(۳۷) بوز (یوزا اور ثعلبہ بھی کہتے ہیں۔ قبیلہ ثعلبہ ان ہی سے منسوب ہے)۔

(۳۸) عوض (منجر اور عبیت بھی کہتے ہیں)۔

(۳۹) سلمان (ہمدع اور شاحب بھی کہتے ہیں)۔

(۴۰) ہمسع

(۴۱) ادو

(۴۲) عدنان

(۴۳) معد

(۴۴) نزار

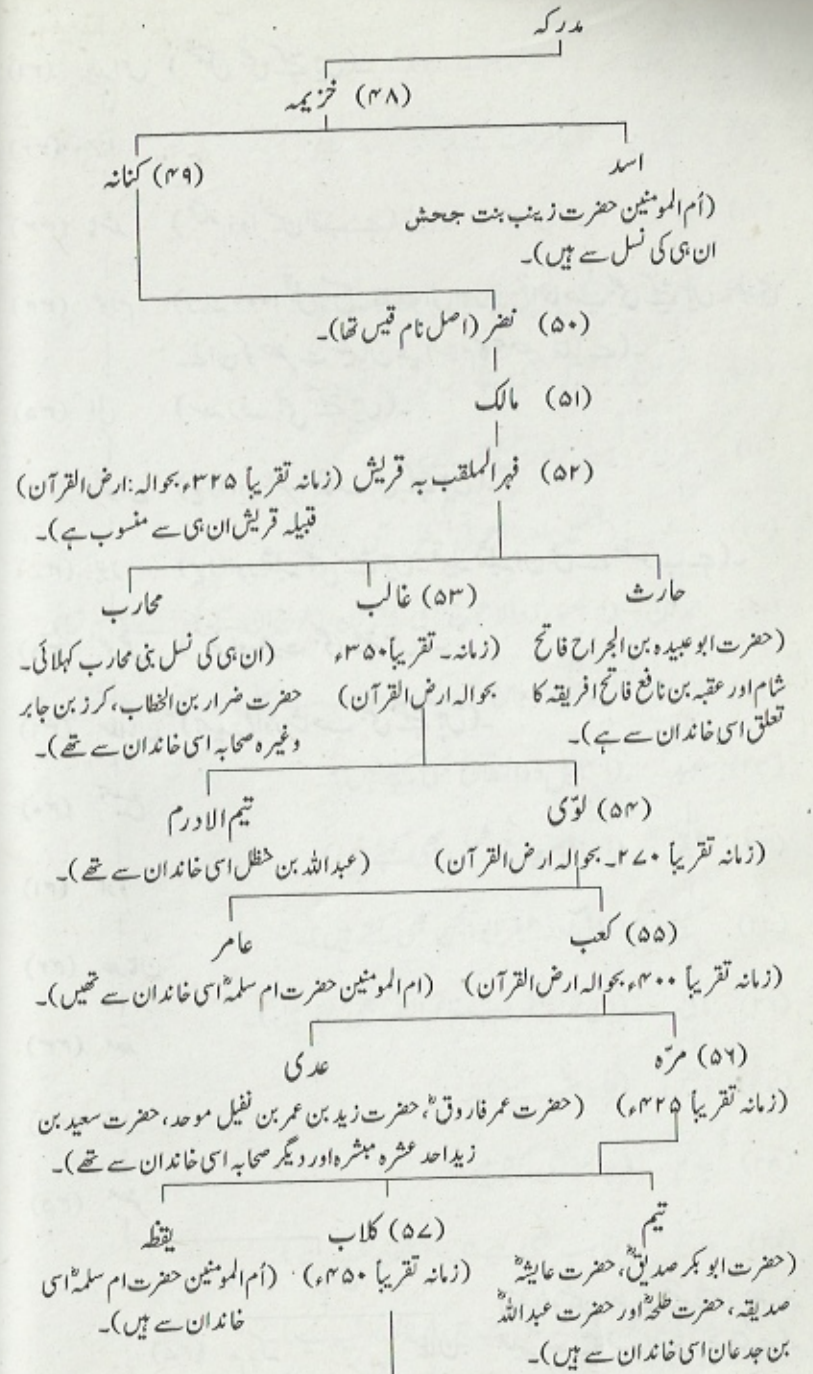
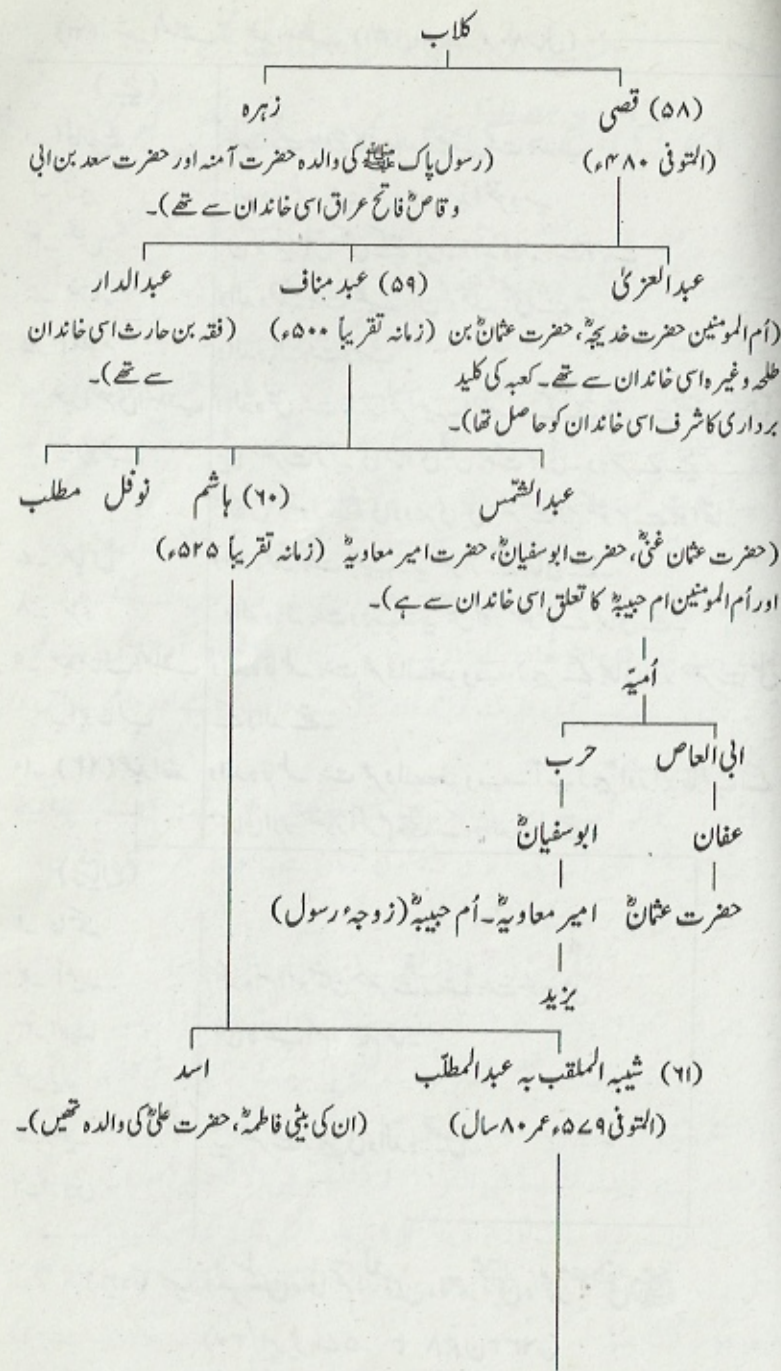
(۴۵) مضفر

(۴۶) الیاس

عمیلان

(۴۷) بدرکہ

(اُم المؤمنین حضرت میمونہ اور حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا نسب ان ہی سے ملتا ہے)۔



سب سے بڑا الزکا۔ والدہ صفیہ بنت جندب

والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عایذ المخزومیہ

ان کو عیذاق بھی کہتے ہیں۔ والدہ ہالہ بنت وہب

والدہ قتلمہ بنت کلیب، ان کو قتلمہ بھی کہتے ہیں۔

والدہ ہالہ بنت وہب

والدہ لیلیٰ بنت عاجر الخزاعیہ۔ ابولہب کے بیٹے عقبہ سے حضور ﷺ کی

بیٹی حضرت رقیہ کی شادی قبل بعثت ہوئی۔ دوسرے بیٹے عتیبہ کا

نکاح حضور ﷺ کی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم سے ہوا تھا۔

والدہ قتلمہ بنت کلیب۔ یہ ضرار کے بھائی تھے۔

والدہ ہالہ بنت وہب۔ یہ جہل اور مقوم کے بھائی تھے۔

والدہ فاطمہ بنت عمرو المخزومیہ، زبیر کے بھائی اور حضرت علیؑ

کے والد تھے۔

والدہ فاطمہ بنت عمرو المخزومیہ۔ آپ زبیرؓ اور ابوطالب کے

بھائی اور حضور اکرم ﷺ کے والد ماجد تھے۔

والدہ ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش
ان کا لقب ام الحکیم تھا۔

یہ حضرت زبیرؓ کی والدہ تھیں۔

(۶۳) سید المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ

(۲۰/اپریل ۵۷۱ء تا ۸ جون ۶۳۲ء)

دانائے سُبُل، ختم المرسل، مولائے کل

احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کے چند خصائص کبریٰ

(۱) احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تخلیق سے بھی پہلے حضور اقدس ﷺ کا نور پیدا فرما دیا تھا اور آپ اولین مخلوق ہیں۔ جس وقت آدم علیہ السلام کے جسد خاکی میں رُوح پھونکی جا رہی تھی، اس وقت بھی آپ کا نور سر عرش موجود تھا اور آپ کو ختم رسالت کے منصب پر فائز کیا جا چکا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ آپ کی نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

”جس وقت آدم ابھی رُوح اور جسد کے درمیان تھے۔“ (بہ روایت ترمذی)

حضرت عرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ساویہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم ابھی اپنے خیر میں نہیں پڑے تھے۔“ اس حدیث کو احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد بتایا ہے۔

(۲) چونکہ آپ سرور انبیاء اور خاتم النبیین ﷺ ہیں، اس لیے ہر نبی نے اپنے اپنے زمانے میں بحکم الہی آپ کی آمد کی پیشینگوئی فرمائی ہے۔ سورہ شعراء میں قرآن اور صاحب قرآن کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

وَأَنذَرْتَهُ كَلْفَيْ زَبُورٍ الْأَوَّلَيْنِ۔ (سورہ شعراء۔ آیت ۱۹۶)

(ترجمہ): ”اور اس کا ذکر پہلی (امتوں کی آسمانی) کتابوں میں (بھی) ہے۔“

اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ کے طفیل آپ کے صحابہ کرامؓ کا ذکر بھی تورات اور انجیل میں کر دیا گیا ہے۔ سورہ فتح میں صحابہ کرامؓ کے اوصاف بیان فرمانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے: ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ (سورہ فتح۔ آیت ۲۹) ترجمہ: ”ان کے یہ اوصاف تورات میں (بھی) ہیں اور انجیل میں بھی ان کا یہ وصف ہے۔“ اسی لئے سورہ انعام میں ارشاد ہوتا ہے: الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاءَهُمْ (سورہ انعام۔ آیت ۲۰)

(۳) ”ان لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ رسول اللہ (ﷺ) کو اتنی اچھی طرح
 بتاتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔“

(۴) دنیا میں جتنے بھی پیغمبر آئے ہیں، ان میں صرف حضور اقدس ﷺ ہی وہ
 ذات گرامی ہیں جن کی حیات طیبہ کا ہر پہلو تاریخ کی پوری روشنی کے ساتھ دنیا کے
 سامنے ہے۔ آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، آپ کی رفتار و گفتار، دوست دشمن کے ساتھ آپ کا
 برتاؤ، جنگ و امن میں آپ کا کردار، آپ کی فحی اور معاشرتی زندگی کی تمام تفصیلات،
 غرض یہ کہ آپ کی ایک ایک ادا اور کردار کی ایک ایک خوبی تاریخ کے آئینے میں آج
 بھی محفوظ اور روشن ہے۔ ماضی بعید سے قطع نظر، بنی اسرائیل کے آخری رسول سیدنا
 عیسیٰ علیہ السلام جن کا زمانہ حضور اقدس ﷺ سے صرف پونے چھ سو سال قبل کا ہے، کے
 متعلق بھی تاریخ یکسر خاموش ہے اور اگر وحی الہی انبیاء سابقین کی اطلاع نہ دیتی تو تاریخ
 ہمیں ان کے بارے میں مکمل تاریکی ہی میں رکھتی۔ بعض مسیحی علماء مثلاً ار تھر ڈریوس
 (Arthur Drews) اور جے ایم رابرٹسن (J.M Robertson) نے تو ایک عمر یہ ثابت
 کرنے میں گزار دی کہ تاریخ میں حضرت عیسیٰ مسیح نام کی شخصیت کا کوئی وجود نہیں، بلکہ
 یہ سب ایک افسانہ ہے۔ مغربی دنیا کا مشہور بحر عالم سلوو ٹیر بیرن (Salo Witmiyer)
 Baron کو لمبیا یونیورسٹی میں ”تاریخ و ادب یہود“ کا پروفیسر اپنی مشہور عالم تصنیف ”یہود
 کی سماجی اور مذہبی تاریخ“ (Social and Religious History of the Jews) میں لکھتا ہے:

Infact we do not even know where and when Jesus was born.
 ”در حقیقت ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ مسیح کب اور کہاں پیدا ہوئے۔“
 (۵) تاریخ میں ہم پڑھتے ہیں کہ فلاں شخص بہت بڑا فلسفی اور حکیم تھا، فلاں شخص
 بہت بڑا فاتح اور سپہ سالار تھا، فلاں بہت اچھا حکمران اور دانائے رموز مملکت تھا، فلاں
 معاشرے کا بہت بڑا مصلح تھا، فلاں غریبوں، بیسوس اور مظلوموں کا ہمدرد اور مددگار تھا،
 فلاں زہد و تقویٰ میں فرد تھا، مگر کسی ایک ذات میں یہ تمام صفات اپنی کامل صورت میں
 سوائے ذات محمدی ﷺ کے دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتیں۔ ایک وہ یتیم جس کی
 پیدائش سے پہلے اس کے والد کا انتقال ہو گیا، جس نے رسم زمانہ کے مطابق چار سال تک
 ایک دایہ کی آغوش میں فطرت کی کھلی فضاؤں میں سانس لی، چھ سال کی عمر میں جس کی

محبت کرنے والی ماں اور شفیق دادا کا بھی انتقال ہو گیا اور جسے بظاہر بے سہارا دیکھ کر اس
 کے ایک چچانے باوجود تنگ دستی کے اپنی سرپرستی میں لے لیا، جس نے بچپن میں بکریاں
 چرائیں، جو اُمی تھا، پڑھنا لکھنا نہیں جانتا تھا، جس نے کسی دُنیوی اُستاد کے سامنے کبھی
 زانوئے تلمذ نہ نہیں کیا، وہ دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا کا اُستاد اور تمام رہبروں کا راہ نما،
 تمام دانشوروں کا معلم، تمام قانون دانوں کا سربراہ، تمام عابدوں اور زاہدوں کا مرشد
 کامل، تمام سپہ سالاروں کا سپہ سالار اور تمام علم الاخلاق کا منبع اور مصدر کیسے بن گیا؟ اگر
 اس معجزے کو سمجھنا ہے تو اس کی سیرت پاک کا خلوص نیت اور عقیدت سے مطالعہ کرنا
 ضروری ہے۔

(۵) ہر نبی کسی ایک قوم، کسی ایک خطے، کسی ایک زمانے کے لیے آیا، یہاں تک کہ
 خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر نے اعلان کیا کہ میں صرف بنی اسرائیل
 کی بھگی ہوئی بھیڑوں کو راہ پر لگانے کے لیے آیا ہوں، مگر حضور اقدس ﷺ تمام
 انسانوں، جنوں، تمام قوموں اور تمام زمانوں کے ہادی اور رہنما بن کر آئے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝
 (سورہ سبہ۔ آیت ۲۸)

(ترجمہ): ”اور (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا
 اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

موجودہ انانجیل کا بیان ہے کہ جب ایک غیر اسرائیلی عورت حضرت مسیح
 علیہ السلام کے پاس فریاد لے کر آئی تو آپ نے یہ کہہ کر اس کو لوٹا دیا کہ میں صرف بنی
 اسرائیل کے لیے بھیجا گیا ہوں، مگر حضور ﷺ تمام جہانوں کے لیے، ہر قوم اور ہر قبیلے
 کے لیے، ہر گورے اور کالے کے لیے اور ہر زمانے کے لیے رحمت بن کر آئے حتیٰ کہ
 اُونٹ کی فریاد سن کر اس کی بھی دادرسی کی۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ (سورہ الانبیاء۔ آیت ۱۰۷)

(ترجمہ): ”اور (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔“
 (۶) ہر اُمت کی گمراہی جب حد سے بڑھ گئی تو اس قوم کے نبی کی موجودگی میں
 اس پر عذاب نازل ہوا مگر بارگاہ ایزدی میں حضور اقدس ﷺ کی محبوبیت کا یہ عالم تھا کہ

(ما كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ) (سورہ انفال - آیت ۳۳)

(ترجمہ): ”اور (اے محمد ﷺ) اللہ ایسا نہیں کہ جب تک تم ان میں ہو، انہیں عذاب دیتا۔“
(۴) آپ کو تمام صداقتوں کا پیکر بنا کر بھیجا گیا۔

وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ (سورہ نجم - آیات ۳-۴)
(ترجمہ): ”اور یہ کوئی بات خواہش نفس سے نہیں کہتے، بلکہ یہ تو وہی کہتے ہیں جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔“

آپ کو تمام لوگوں کے لیے بہترین نمونہ بنایا گیا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۝ (سورہ احزاب - آیت ۲۱)

(ترجمہ): ”بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ (کی ذات) میں بہترین نمونہ ہے۔“
(۸) قیامت کے دن ہر امت پر اس کے نبی گواہ ہوں گے اور ان صلب کے گواہ حضور اقدس ﷺ ہوں گے۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَؤُلَاءِ ۖ (سورہ النحل - آیت ۸۹)

(ترجمہ): ”اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ جو ان ہی میں سے ہو گا، ان کے مقابلے میں قائم کریں گے اور ان کے مقابلے میں (اے محمد ﷺ) آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے۔“

(۹) اللہ تعالیٰ نے اپنے مختلف پیغمبروں کو جتنا چاہا، اسرار کائنات کا علم اسی دنیا میں عطا فرمایا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلسلے میں قرآن کا ارشاد ہے: وَكَذَٰلِكَ نُرِيكَ آيَاتِنَا فِي مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(سورہ النعام - آیت ۷۵)
(ترجمہ): ”اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھانے لگے تاکہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں ہو جائیں۔“

مگر تمام انبیاء میں صرف حضرت محمد ﷺ کو مع جسم اطہر کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر آسمانوں پر لے جایا گیا اور آپ سدرۃ المنتہیٰ اور اس سے آگے پہنچے اور وہاں وہ کچھ دیکھا، جو انسانی زبان ادا کرنے اور انسانی فہم سمجھنے سے قاصر ہے۔

اس عالم خاکی میں آپ کو حرم کعبہ سے مسجد اقصیٰ تک لے جایا گیا۔ اس دنیا میں چونکہ زمان و مکان کی قیود ہیں، اس لئے ارشاد ہوا کہ یہ سفر رات میں کرایا گیا۔ اس دنیاوی سفر کا ذکر سورہ بنی اسرائیل میں ہوا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْلٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَارَكْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیْہٖ مِنْ اٰیٰتِنَا ۚ اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔

(بنی اسرائیل - آیت ۱)

(ترجمہ): ”وہ ذات پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) جس کے گرد گردہم نے برکتیں رکھی ہیں، لے گیا تاکہ ہم اسے (اپنی قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بے شک اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔“
آسمانی سفر معراج کا ذکر سورہ نجم میں ہے، چونکہ یہ سفر زمان و مکان کی حدود سے باہر تھا، اس لیے اس میں وقت کا ذکر نہیں کیا گیا، سو ارشاد ہوتا ہے:

فَاَوْحٰی اِلَیْ عِبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ۝ اَفَتَمْتَرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَہْدٰی ۝ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَہٗ اُخْرِی ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ۝ عِنْدَہَا جَنَّةُ الْمَاوٰی ۝ اِذْ یَغْشٰی السِّدْرَہٗ مَا یَغْشٰی ۝ مَا رَاَغَ الْبَصَرُ ۚ وَمَا كَلْفٰی ۝ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہٖ الْکُبْرٰی ۝ (سورہ نجم - آیت ۱۸-۲۰)

(ترجمہ): ”پھر خدا نے اپنے بندے کی طرف بھیجا جو بھیجا۔ جو کچھ انہوں نے دیکھا ان کے دل نے اس کو جھوٹ نہ جانا۔ کیا جو کچھ وہ دیکھتے ہیں تم اس میں ان سے جھگڑتے ہو اور انہوں نے اس کو (یعنی جبریل) کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اس کے قریب رہنے کی جنت ہے، جب اس سدرۃ المنتہیٰ پر چھارہا تھا جو چھارہا تھا۔ ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی، انہوں نے اپنے پروردگار کی قدرت کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔“

تمام انبیاء علیہم السلام میں سے معراج کا یہ شرف صرف آپ ہی کو حاصل ہوا۔
(۱۰) قاعدہ ہے کہ جو شے زیادہ عزیز ہو، اس کی قسم کھائی جاتی ہے۔ رب کائنات نے تمام انبیاء اور تمام ملائکہ میں صرف حضور اقدس ﷺ کی قسم کھائی ہے۔ سورۃ الحجر میں قوم لوط کے تذکرے میں ارشاد ہوتا ہے:

اَعْلَمُوا اَللّٰهُمَّ لِمَن سَخَّرَ لَهُمْ يَغْمَهُونَ ۝ (سورۃ الحجر۔ آیت ۷۲)

(ترجمہ): ”(اے محمد ﷺ) آپ کی جان کی قسم، وہ اپنی بد مستی میں مدہوش تھے۔“
غالب نے حضور ﷺ کی اسی خصوصیت اور فضیلت کا ذکر اس شعر میں کیا ہے:

بہر کس قسم بہ آں کہ عزیز است می خورد سو گند کردگار بہ نام محمد است

(۱۱) تمام انبیاء علیہم السلام میں یہ شرف صرف حضور اکرم ﷺ ہی کو حاصل ہے کہ آپ کے دین اور شریعت کی تکمیل کا اعلان بارگاہِ ایزدی سے آپ کی زندگی ہی میں عین حجتہ الوداع کے موقع پر ہوا۔

اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا۔

(سورۃ مائدہ۔ آیت ۳)

(ترجمہ): ”(اے محمد ﷺ) آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔“

(۱۲) چونکہ اب قیامت تک کے لیے دین کی تکمیل ہو گئی، لہذا انبیوں کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی تو اسی لیے آپ پر نبوت کا سلسلہ بھی ختم کر دیا گیا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا اَحَدٍ مِّنْ دِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔

(سورۃ الاحزاب۔ آیت ۴۰)

(ترجمہ): ”محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (یعنی نبوت کا سلسلہ ختم کر دینے والے) ہیں۔“

حضور اقدس ﷺ نے خود فرمایا: لا نبی بعدی۔ ”میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہے۔“
اب چونکہ حضور اکرم ﷺ کے بعد نہ کسی نبی کو آنا ہے اور نہ کسی اور دعوت حق کو، اس لیے قرآن بار بار منکروں کو پکار کر کہتا ہے:

فَبِآيَةٍ حَدِيثِ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝ (سورۃ اعراف۔ آیت ۱۸۵ / مرسلات آیت ۵۰)۔

(ترجمہ): ”اب اس کے بعد یہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔“

(۱۳) آپ کی شان اور رفعت مقام (جو آپ کو تمام مخلوق اور تمام انبیاء کرام سے ممتاز کرتی ہے) کا اظہار قیامت کے دن ہو گا۔ احادیث اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن تمام مخلوق پریشانی کے عالم میں شفاعت کی درخواست لے کر اپنے

اپنے پیغمبروں کی خدمت میں حاضر ہوگی، مگر جلال الہی کی وجہ سے وہ خاموش رہیں گے کیونکہ بغیر اذنِ ایزدی اس دن کسی کو بولنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ پھر سب لوگ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور شفاعت کی درخواست کریں گے۔ اس وقت آپ کو لوائے حمد عطا ہوگا، شفاعت کرنے کی اجازت عطا ہوگی اور آپ مقام محمود پر فائز کیے جائیں گے، جس کی خبر زندگی ہی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے دی تھی۔
سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوتا ہے:

عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا (سورہ بنی اسرائیل۔ آیت ۷۹)

(ترجمہ): ”امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کر دے۔“

مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

”یہ (مقام محمود) مقام شفاعت کبریٰ ہے۔“ اور شفاعت کبریٰ وہ ہے جس میں آپ تمام خلایق کی بہ اذنِ الہی شفاعت فرمائیں گے۔

ہجرت نبوی ﷺ کے کچھ اہم واقعات کی تاریخیں

سال	واقعات
۵۷۱ء	ولادت باسعادت۔ ۱۲ اپریل ۵۷۱ء بروز دوشنبہ بمطابق ۱۲ ربیع الاول بوقت صبح صادق۔ والدہ ماجدہ نے نام مبارک احمد اور دادا نے محمد (ﷺ) رکھا۔
۵۷۲ء	حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے والدہ محترمہ کے پاس مکہ میں واپسی۔
۵۷۶ء	آپ کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف کا وصال۔
۵۷۸ء	دادا جناب عبدالمطلب کا انتقال
۵۹۳ء	حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سامان تجارت لے کر شام کا سفر
۵۹۶ء	حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی درخواست پر ان سے نکاح، جبکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس سال اور آپ کی پچیس سال تھی۔
۶۰۵ء	تغیر کعبہ میں شرکت اور حجر اسود کی تنصیب
۶۱۰ء	بعثت۔ منصب نبوت پر فائز ہونا بعمر ۴۰ سال۔ پہلی وحی کا نزول ۱۸ رمضان بمطابق ۱۶ اگست ۶۱۰ء (بحوالہ تاریخ الامت جلد ششم صفحہ ۲۸۰۔ مولف محمد اسلم جیراچوری)
۶۱۰ء تا	سب سے پہلے ایمان لانے والے: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم
۶۱۰ء تا	کفار مکہ کی ایذا رسانیاں
۶۱۲ء	
۶۱۲ء	حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قبول اسلام
۶۱۷ء تا	اپنے خاندان کے ہمراہ شعب ابوطالب (ایک پہاڑی گھاٹی) میں سخت تنگی اور تکلیف کی حالت میں تین سال تک محصور رہنا۔
۶۱۹ء	
۶۲۰ء	جناب ابوطالب کا انتقال اور اس کے تین دن بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال، طائف کا تبلیغی سفر اور ۷ رجب کی مبارک شب میں واقعہ معراج پیش آیا۔
۶۲۱ء	بیعت عقبہ اولیٰ۔ مکہ سے چند میل کے فاصلے پر عقبہ ہے جہاں مدینہ کے

سال	واقعات
۶۲۲ء	کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر کے حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ بیعت عقبہ اولیٰ کہلاتی ہے۔
۶۲۲ء	اگلے سال مدینہ کے ۷۳ مردوں اور دو عورتوں نے اسی مقام پر اسلام قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، یہ بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے مدینہ آنے کی درخواست کی۔
ستمبر ۶۲۲ء	ہجرت مدینہ۔ مکہ مکرمہ سے آپ ﷺ یکم ربیع الاول، دوشنبہ کی رات کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ کے لیے روانہ ہوئے۔ عیسوی حساب سے تاریخ ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء تھی۔
۲۳ ستمبر ۶۲۲ء	۸ ربیع الاول ۱۳ نبوی کو آپ قبائلیں۔ وہاں مسجد تعمیر کی، جو مسجد قبا کہلاتی ہے۔
۲۷ ستمبر ۶۲۲ء	۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ آپ قبا سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ عیسوی حساب سے ورود مدینہ کی تاریخ ۲۷ ستمبر ۶۲۲ء ہے۔ اسی وقت سے سن ہجری کی ابتدا ہوئی۔
۱ھ / ۶۲۳ء	مسجد قبا اور مدینہ میں مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر ہوئی۔ ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں دو کی بجائے چار رکعتیں مقرر ہوئیں۔ مشہور یہودی عالم عبد اللہ بن سلام اور مشہور عیسائی راہب اور عالم ابو قیس حرمہ بن ابی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسلام قبول کیا۔
۲ھ / ۶۲۴ء	غزوہ بدر پیش آیا، جس میں ۳۱۳ غیر مسلح اور نہتے مسلمانوں نے بہ تائید ایزدی ایک ہزار سے زیادہ مسلح اور پوری طرح تیار ہو کر آنے والے مشرکین مکہ کو عبرت ناک شکست دی۔ ابو جہل، عقبہ، شیبہ، اُمیہ بن خلف اور ان کے دوسرے سردار اس غزوہ میں مارے گئے۔ اسی سال حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے اور اسی سال تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ حضور اقدس ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ حضرت عثمان غنی) کا اکیس سال کی عمر میں عین اسی دن انتقال ہوا جس دن غزوہ

سال	واقعات
۵۶ھ / ۶۲۵ء	<p>میں حضور اکرم ﷺ کے نواسے اور سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے عبد اللہ بن عثمان غنی صغیر سنی میں فوت ہوئے۔ اسی سال آخر شوال میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ اسی سال ماہ ذیقعد میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش آپ کے نکاح میں آئیں۔ اسی سال مدینہ میں زلزلہ آیا اور شق قمر کا واقعہ پیش آیا۔ اس سال بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ ہوئی جسے اللہ تعالیٰ نے ”فتح مبین“ فرمایا۔ اس سال حضور اقدس ﷺ نے مختلف حکمرانوں کو قبول اسلام کے دعوت نامے ارسال فرمائے اور اسی سال متعدد قبائل کے وفود بھی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بعض روایات کے مطابق اسی سال (اور بعض دوسری روایات کے مطابق ۸ھ میں) حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حلقہ گوش اسلام ہوئے۔</p>
۷ھ / ۶۲۷ء	<p>غزوہ خندق کے موقع پر یہودیوں نے عہد شکنی کر کے حملہ آور کفار کا ساتھ دیا اور ہر وقت مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے رہے۔ حدیبیہ سے واپس آنے کے بعد حضور ﷺ نے ان پر حملہ کیا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں خیر فتح ہو گیا اور یہودیوں کی ریشہ دوندیوں اور قوت کا خاتمہ ہو گیا۔</p>
۵۸ھ / ۶۳۷ء	<p>اس سال مکہ فتح ہوا اور حضور ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ لوگ جو ق درجوق ایمان لائے گئے۔ اسی سال ابو سفیان ایمان لائے۔ اسی سال حضور ﷺ کی بڑی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ اسی سال شعبان کے مہینے میں حضور ﷺ کی تیسری صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ حضرت عثمان غنی) کا انتقال ہوا۔ اسی سال غزوہ حنین ہوا۔ ابتدا میں مسلمانوں کو ٹھٹھا پڑا، لیکن</p>

سال	واقعات
۵۳ھ / ۶۲۵ء	<p>بدر کی فتح کی خبر مدینہ پہنچی۔ غزوہ بدر کے بعد ابو العاص جو حضور اکرم ﷺ کی بڑی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر تھے، ایمان لائے اور ان کا تجدید نکاح ہوا۔ آپ کی چھوٹی اور محبوب صاحبزادی سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ غزوہ اُحد پیش آیا۔ غیر ارادی طور پر حضور اقدس ﷺ کا ایک اہم ترین عسکری حکم فراموش کر دینے کی وجہ سے مسلمانوں کو بے حد نقصان اٹھانا پڑا۔ حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر زخم آئے اور آپ کا ایک دانت شہید ہو گیا۔ آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ ستر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے۔ اس سال زکوٰۃ اور رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ اسی سال حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور اسی سال حضور ﷺ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ اسی سال حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خزیمہ آپ کے عقد میں آئیں۔</p>
۵۴ھ / ۶۲۷ء	<p>اس سال شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔ اسی سال ماہ شعبان میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ اسی سال حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں۔</p>
۵۵ھ / ۶۲۷ء	<p>اس سال غزوہ خندق (جسے غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں) پیش آیا۔ کفار کے مختلف قبائل نے مل کر چوتیس ہزار کی جمعیت سے مدینہ کی طرف پیش قدمی کی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے مدینہ کے باہر خندق کھودی گئی۔ یہ بہت مشکل وقت تھا۔ بالآخر حضور ﷺ نے ایک منحنی حکمرانیاں دشمن کے فکر کی طرف پھینکیں، جس کے بعد متعدد تیز ہوائیں چلیں جنہوں نے دشمن کے نیچے اکھاڑ پھینکے اور وہ خوف زدہ ہو کر ہٹاگ کھڑے ہوئے۔</p>

سال	واقعات
۹۹ھ / ۶۳۱ء	حضور ﷺ اور چند جاں نثار اپنی جگہ ڈٹے رہے۔ مسلمانوں نے پھر پلٹ کر حملہ کیا اور دشمن کو شکست دی۔ اسی سال غزوہ تبوک پیش آیا۔ رومیوں نے تبوک کے مقام پر بہت بڑی فوج مسلمانوں کے خلاف جمع کی۔ حضور ﷺ تیس ہزار فوج لے کر تبوک پہنچے اور بیس دن قیام فرمایا، رومی ڈر کر پیچھے ہٹ گئے اور جنگ کی نوبت نہ آئی۔ یہ حضور ﷺ کا آخری غزوہ تھا۔ ایلہ کے حکمران یوحنا نے جزیہ دینا قبول کیا، دو متہ الجندل کا حکمران گرفتار ہو کر آیا مگر حضور ﷺ نے معاف فرمادیا۔ اسی سال حج فرض ہوا اور حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو امیر الحج مقرر فرما کر تین سو صحابہ کی جماعت کے ساتھ حج کے لیے روانہ فرمایا۔ اسی سال جزیہ کا آغاز ہوا اور اسی سال سود کی حرمت کے احکام نازل ہوئے۔
۱۰۰ھ / ۶۳۲ء	اس سال حضور ﷺ نے پہلا اور آخری حج ادا فرمایا اور وہ یادگار خطبہ ارشاد فرمایا جسے خطبہ حج الوداع کہتے ہیں اور جو قیامت تک کے لیے منشور انسانیت ہے۔ اسی حج کے موقع پر تکمیل دین کا بذریعہ وحی اعلان ہوا۔ اب چونکہ دین مکمل ہو گیا تھا، اس لیے نبوت کا سلسلہ آپ کو خاتم النبیین ﷺ کہہ کر ختم کر دیا گیا اور شریعت محمدی ﷺ کو قیامت تک کے لیے مومنوں کا لائحہ عمل قرار دے دیا گیا۔
۱۱۰ھ / ۶۳۲ء	۱۸ صفر ۱۱ھ میں آپ رات کے وقت جنت البقیع تشریف لے گئے۔ واپسی پر مزاج مبارک ناساز ہوا۔ پیر کے دن مرض میں شدت ہوئی تو دیگر ازواج سے اجازت لے کر آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں قیام پذیر ہو گئے۔ وصال سے پانچ دن پہلے سات مشکوں سے غسل فرمایا اور مسجد نبوی ﷺ میں آکر نماز پڑھی اور خطبہ دیا۔ جمعرات کے روز جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو حکم دیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت کریں۔ اس طرح جمعرات کی عشاء کی نماز سے

سال	واقعات
	پیر کی فجر کی نماز تک ۷ نمازیں حضرت صدیق اکبرؓ نے پڑھائیں۔ وصال سے دو دن پہلے کچھ افاقہ ہوا تو آپ مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آہٹ پا کر پیچھے ہٹنے لگے تو آپ نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا اور ان کے برابر بیٹھ کر نماز ادا فرمائی۔ پیر کے دن آپ پر غشی طاری ہوتی گئی اور ظہر کے وقت آپ اپنے ”رفیق اعلیٰ“ اور خالق حقیقی سے جا ملے (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ یہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بمطابق ۸ جون ۶۳۲ء کی تاریخ تھی۔ آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کے حجرے میں دفن ہوئے، جہاں آپ کا وصال ہوا تھا۔ * * * * *

غزوات و سرایا اور شہدائی تعداد

اہل سیر کے مطابق حضور اقدس ﷺ کی حیات طیبہ میں غزوات اور سرایا کی کل تعداد ۶۶ تک پہنچتی ہے، جن میں ۲۳ غزوات اور ۴۳ سرایا ہیں۔ ۲۳ غزوات میں صرف ۹ میں جنگ کی نوبت آئی۔ سرایا کے متعلق یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اہل سیر نے معمولی سے معمولی واقعے کو بھی (مثلاً ایک دو صحابہ کو کسی کی گرفتاری یا سرکوبی کے لیے بھیجا) سریہ شمار کیا ہے۔

ان تمام جنگوں میں صرف ۲۵۹ مسلمان شہید ہوئے جبکہ ۷۵۹ کفار و مشرکین ہلاک ہوئے، اس لیے تمام غزوات و سرایا میں مقتولین کی مجموعی تعداد ۱۰۱۸ ہے۔

مدتِ حیات اور مدتِ رسالت

حضور اقدس ﷺ نے قمری حساب سے ۶۳ سال کی عمر پائی۔ قاضی محمد سلمان صاحب منصور پوری نے اپنی تصنیف رحمۃ للعالمین، جلد دوم میں بے حد تحقیق کے بعد حساب لگا کر بتایا ہے کہ دنیا میں آپ کے قیام کی کل مدت از پیدائش تا وفات ۲۲۳۳۰ دن اور چھ گھنٹے ہے اور زمانہ نبوت و رسالت کے ایام کی تعداد ۸۱۵۶ دن ہے۔ اس مختصر مدت میں رشد و ہدایت، جہاد، اسلامی حکومت کا قیام، زندگی کے ہر شعبے کے لیے احکام و قوانین، اخلاقی اور روحانی تربیت کا مکمل نظام کیسے ممکن ہوا؟ یہ بجائے خود ایک معجزہ ہے اور جب آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو بارہ لاکھ مربع میل کا علاقہ اسلامی سلطنت میں شامل تھا۔

اولادِ گرامی

حضور اقدس ﷺ کے تین بیٹے (قاسم، عبد اللہ اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور چار بیٹیاں (سیدہ زینب، سیدہ زرقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تھیں۔ ان میں جناب ابراہیم کے علاوہ جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے، باقی سب اولادیں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

اولادِ ذکور

تینوں صاحبزادوں کا صغیر سنی میں انتقال ہوا۔ جناب قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلوع اسلام سے پہلے پیدا ہوئے۔ ان ہی کی نسبت سے حضور ﷺ کی کنیت ابو القاسم ہے۔ دوسرے صاحبزادے جناب عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعثت نبوی کے بعد پیدا ہوئے، اس لیے ان کے القاب طیب اور طاہر ہیں۔ تیسرے صاحبزادے جناب ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور ﷺ کی کثیر حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے ۸ھ / ۶۳۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۰ھ / ۶۳۲ء میں وفات پائی۔

بناتِ انبی

حضور ﷺ کی چاروں صاحبزادیاں جوانی کی عمر تک پہنچیں، چاروں کی شادی ہوئی اور چاروں نے عین عقوانِ شباب میں رحلت فرمائی۔

(۱) سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۶۰۰ء تا ۶۳۰ء)

آپ سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ ہجرت سے ۲۲ سال پہلے ۶۰۰ء میں مکہ میں پیدا ہوئیں، جب حضور ﷺ کی عمر مبارک تیس سال تھی۔ ان کی شادی اپنے خالہ زاد ابو العاص بن ربیع سے ہوئی۔ ہجرت نبوی کے وقت تک چونکہ ابو العاص ایمان نہیں لائے تھے اس لیے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو چھوڑ کر حضور ﷺ کے پاس مدینہ آگئی تھیں۔ چھ یا سات ہجری میں ابو العاص مدینہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں آکر ایمان لائے۔ اس لیے تجدید نکاح کے بعد حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے ساتھ رہنے لگیں مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد ۸ھ بمطابق ۶۳۰ء میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ ان کی دو اولادیں ہوئیں، امامہ اور علی۔ علی کے متعلق مورخین میں اختلاف ہے کہ بچپن میں انتقال ہوا یا جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ بعض علماء نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد جس علی کو حضور ﷺ نے اپنے مبارک کندھوں پر اٹھا کر خانہ کعبہ کے بت تڑوائے تھے، وہ انہی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے علی تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت کے مطابق ان کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا۔ ان سے محمد اوسط پیدا ہوئے

جو کربلا میں شہید ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق جناب امامہ کا عقد مغیرہ بن نوفل سے ہوا جن سے یحییٰ بن مغیرہ پیدا ہوئے۔

(۲) سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۶۰۳ء تا ۶۲۳ء)

۱۹ قبل ہجرت بمطابق ۶۰۳ء میں پیدا ہوئیں۔ بعثت نبوی سے پہلے شادی ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوئی تھی جو رشتے میں چچا زاد تھا۔ ظہور اسلام کے بعد شوہر سے قطع تعلق کیا، چونکہ عتبہ ایمان نہیں لایا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کا عقد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عفان سے کر دیا۔ یہ نکاح ۶۲۰ء میں ہوا۔ ان سے ایک بیٹے عبد اللہ تولد ہوئے، جن کا چھ برس کی عمر میں ۴ھ بمطابق ۶۲۶ء میں انتقال ہو گیا۔ آپ کی رحلت ۶۲۳ء میں عین اس دن ہوئی جب جنگ بدر کی فتح کی خبر مدینہ منورہ پہنچی۔ آپ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ رحلت کے وقت آپ کی عمر صرف ۲۱ سال تھی۔

(۳) سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (التونی ۶۳۰ء)

سن ولادت صحیح طور پر معلوم نہیں۔ پہلی شادی حضور ﷺ کے چچا ابولہب کے دوسرے بیٹے عتبہ سے قبل از نبوت ہوئی تھی۔ ظہور اسلام کے بعد شوہر سے قطع تعلق ہو گیا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضور ﷺ نے ربیع الاول ۳ھ بمطابق ۶۲۳ء میں ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔ اسی نسبت سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ”ذوالنورین“ ہوا۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ شعبان ۸ھ بمطابق ۶۳۰ء میں آپ نے رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

(۴) سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۶۱۰ء تا ۶۳۲ء)

آپ حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی اور سب سے محبوب بیٹی تھیں۔ تاریخ پیدائش کے سلسلے میں رائج قول یہ ہے کہ آپ بعثت نبوی کے آغاز میں ہجرت سے ۱۳ سال قبل ۶۱۰ء میں پیدا ہوئیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۲ھ بمطابق ۶۲۳ء میں عقد ہوا۔ حضور ﷺ کی وفات کے صرف چھ ماہ بعد ۳ رمضان ۱۱ھ بمطابق دسمبر ۶۳۲ء کو رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حضور ﷺ کی نسل صرف آپ ہی کے ذریعے آگے چلی۔ آپ کی پانچ اولادیں ہوئیں۔ بیٹوں میں حضرت حسن، حضرت حسین

اور حضرت محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ محسن نے صغیر سنی میں وفات پائی۔ بیٹوں میں بڑی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جو عبد اللہ بن جعفر طیار کی بیوی تھیں۔ دوسری بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا عقد فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صرف بائیس، تیس برس کی عمر پائی۔

ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا

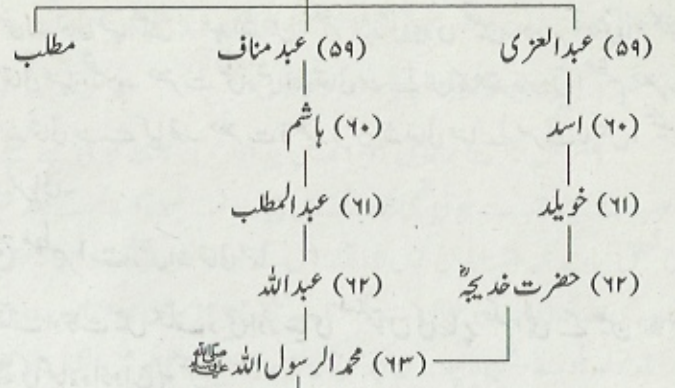
مختلف اوقات میں مختلف دینی اور سیاسی مصلحتوں کی بنا پر حکم الہی کے عین مطابق آپ ﷺ کی گیارہ ازواج ہوئیں۔

(۱) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۵۵۶ء تا ۶۲۰ء)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد کی ولادت ۵۵۶ء میں ہوئی۔ سلسلہ نسب پانچویں پشت میں حضور ﷺ کے سلسلے سے مل جاتا ہے۔ پہلی شادی ابوبالہ وزارہ تمیمی سے ہوئی تھی۔ ان سے دو لڑکے ہند اور حارث پیدا ہوئے۔ ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آغاز ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ میں شریک ہو کر شہادت پائی۔

ابوبالہ کے انتقال کے بعد آپ عتیق بن عائد مخزومی کے نکاح میں آئیں، جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کا نام بھی ہند تھا۔ عتیق کے انتقال کے بعد آپ حضور اقدس ﷺ کے عقد میں آئیں۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ حضور ﷺ کی سب اولاد سوائے جناب ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ ہی کے بطن سے پیدا ہوئی اور جب تک آپ حیات رہیں، حضور ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی۔ یہ سب سے پہلے اسلام لانے والی خاتون ہیں۔ آپ نے ۶۵ سال عمر پائی اور بعثت نبوی کے دسویں سال، ماہ رمضان ۶۲۰ء کو مکہ میں انتقال ہوا اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئیں۔

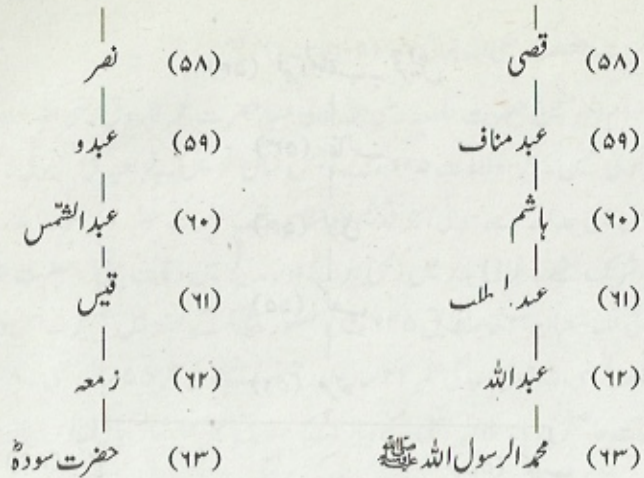
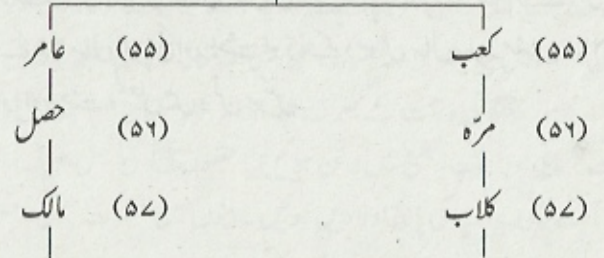
(۵۸) قصی (التونی ۳۸۰)



قاسم عبد اللہ نسب زویہ ام کلثوم فاطمۃ الزہراء
(زوجہ ابوالعاصم) (زوجہ حضرت عثمان) (زوجہ حضرت عثمان) (زوجہ حضرت علی)
(۲) حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۵۷۱ء تا ۶۳۲ء)

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت زمعہ کا سن پیدائش ۵۷۱ء ہے، یہی حضور ﷺ کا سن پیدائش ہے۔ پہلی شادی سکران بن عمرو سے ہوئی۔ آپ قدیم الاسلام تھیں اور شوہر بھی ایمان لے آئے تھے۔ حبش کی طرف ہجرت کرنے کے بعد ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ ۶۲۳ء میں حضور ﷺ کے عقد میں آئیں۔ دونوں کی عمر ۵۰ سال تھی۔ ۱۳ سال شرف صحبت حاصل رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ۲۲ھ بمطابق ۶۴۴ء مدینہ میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ کا سلسلہ نسب نویں پشت میں حضور ﷺ کے سلسلے سے مل جاتا ہے۔

(۵۴) لوی (زمانہ تقریباً ۳۷۵ء)



(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۶۰۵ء تا ۶۷۹ء)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ والدہ کا نام ام رومان تھا۔ ولادت مکہ میں بعثت سے پانچ سال قبل ۶۰۵ء میں ہوئی۔ آپ اپنی سوتیلی بہن حضرت اسماء سے دس سال چھوٹی تھیں۔ حضور ﷺ سے عقد ہجرت مدینہ سے ایک سال قبل (۶۲۱ء) میں ہوا اور رخصتی ۲ھ بمطابق ۶۲۳ء میں ہوئی۔ ازواج مطہرات میں صرف آپ ہی کنواری تھیں۔ حضور ﷺ کو آپ سے بہت محبت تھی۔ آپ ہی کے حجرے میں حضور ﷺ کا وصال ہوا۔ آپ سے لوگوں کو دین کا علم اور فقہ کے بہت سے مسائل معلوم ہوئے۔ نو سال تک شرف صحبت حاصل رہا۔ آپ نے ۶۶ سال کی عمر پائی اور ۲۷ رمضان ۵۷ھ بمطابق ۶۷۹ء کو مدینہ منورہ میں انتقال ہوا (سیرۃ النبی علامہ شبلی نعمانی)۔ قاضی سلمان منصور پوری نے اپنی تالیف رحمۃ للعالمین، جلد دوم میں تاریخ وفات ۲۷ رمضان ۵۷ھ اور عمر ۶۳ سال بتائی ہے۔ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ کا سلسلہ نسب نویں پشت میں حضور ﷺ کے سلسلے سے مل جاتا ہے۔ اگلا صفحہ ملاحظہ کیجیے:

(۵۲) فہر الملقب بہ قریش

(۵۳) غالب

(۵۴) لوی

(۵۵) کعب

(۵۶) مرہ

(۵۷) کلاب

(۵۸) قصی

(۵۹) عبد مناف

(۶۰) ہاشم

(۶۱) عبد المطلب

(۶۲) عبد اللہ

(۶۳) محمد الرسول اللہ ﷺ

(۵۷) تیم

(۵۸) سعد

(۵۹) کعب

(۶۰) عمرو

(۶۱) عامر

(۶۲) ابو قحافہ

(۶۳) حضرت ابوبکر صدیق

(۶۴) حضرت عائشہ صدیقہ

(۴) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۶۰۵ء تا ۶۶۷ء)

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ سن ولادت ۶۰۵ء ہے، جس سال قریش نے کعبہ کی تعمیر کی۔ پہلی شادی خنیس بن حذافہ سے ہوئی، جو قدیم الاسلام تھے۔ ہجرت حبشہ اور غزوہ بدر میں بھی آپ شریک تھے۔ غزوہ بدر میں زخمی ہوئے اور مدینہ میں وفات پائی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شعبان ۳ھ بمطابق ۶۲۵ء میں حضور ﷺ کے عقد میں آئیں۔ اس وقت حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۲۲ سال اور حضور ﷺ کی عمر ۵۵ سال تھی۔ ۸ سال شرفِ صحبت حاصل رہا۔ علامہ شبلی کے بیان کے مطابق عمر ۶۲ سال پائی۔ اس بیان کے مطابق سن وفات ۴۵ھ بمطابق ۶۶۷ء ہوتا ہے، لیکن قاضی سلمان منصور پوری کے بیان کے مطابق آپ کی رحلت جمادی الاول ۴۱ھ بمطابق ۶۶۳ء میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ کا سلسلہ نسب گیارہویں پشت میں حضور پاک ﷺ کے سلسلے سے ملتا ہے۔

(۵۵) کعب

(۵۶) مرہ

(۵۷) کلاب

(۵۸) قصی

(۵۹) عبد مناف

(۶۰) ہاشم

(۶۱) عبد المطلب

(۶۲) عبد اللہ

(۶۳) محمد الرسول اللہ ﷺ

(۵۶) عدی

(۵۷) زراح

(۵۸) قرط

(۵۹) عبد اللہ

(۶۰) رباح

(۶۱) عبد العزی

(۶۲) نفیل

(۶۳) خطاب

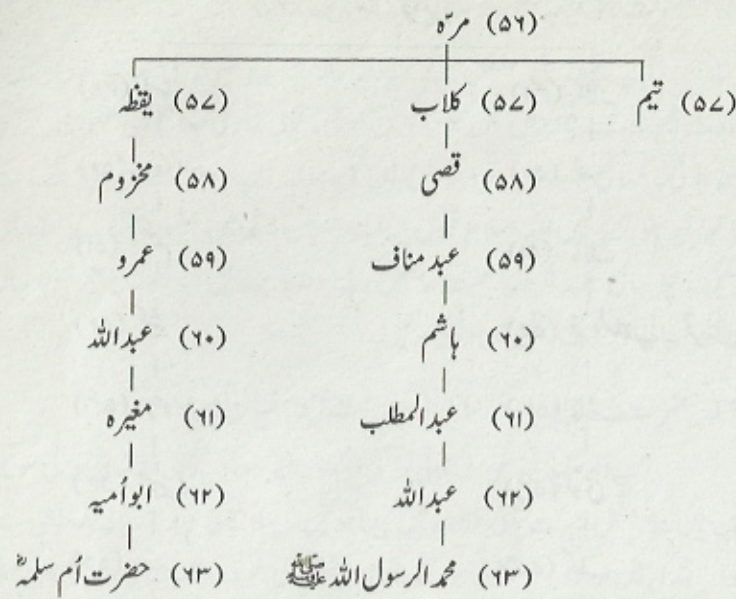
(۵) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خزیمہ (۵۹۵ء، ۶۲۵ء)

آپ کا لقب اُم المساکین ہے کیونکہ آپ فقراء و مساکین کو بہت کھانا کھلاتی تھیں۔ آپ کی ولادت ہجرت سے ۲۷ سال قبل ۵۹۵ء میں ہوئی۔ پہلی شادی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، جو غزوہ اُحد میں ۳۵ بمطابق ۶۲۵ء میں شہید ہوئے۔ جناب عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب گیارہویں پشت میں حضور پاک ﷺ کے سلسلے سے مل جاتا ہے۔ حضور ﷺ سے عقد کے وقت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۳۰ سال اور حضور ﷺ کی ۵۵ سال تھی۔ صرف دو تین مہینے شرفِ صحبت حاصل رہا اور ۳۵ بمطابق ۶۲۵ء ہی میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ یہ واحد زوجہ گرامی تھیں جن کا حضور ﷺ کی حیات ہی میں انتقال ہوا۔

(۶) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۶۰۰ء، ۶۸۳ء)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام ہند تھا۔ آپ ابو امیہ کی صاحبزادی تھیں۔ ہجرت سے ۲۲ سال قبل ۶۰۰ء میں پیدا ہوئیں۔ پہلی شادی حضرت عبد اللہ بن عبد الاسد سے ہوئی جو ابو سلمہ کی کنیت سے مشہور ہیں اور حضور ﷺ کے رضاعی اور پھوپھی زاد بھائی بھی ہیں۔ جناب ابو سلمہ اور اُم سلمہ دونوں قدیم الاسلام ہیں۔ غزوہ اُحد میں زخمی ہوئے اور ۴۵ بمطابق ۶۲۶ء میں وفات پائی۔ اسی سال حضور ﷺ کے عقد میں آئیں۔ اس وقت اُم المؤمنین کی عمر ۲۶ سال اور حضور ﷺ کی ۵۶ سال تھی۔ ۷ سال تک شرفِ صحبت حاصل رہا۔ ابو سلمہ سے آپ کے دو بیٹے عمر اور سلمہ اور دو بیٹیاں زینب اور درہ تھیں، جنہوں نے حضور ﷺ کے زیر سایہ تربیت پائی۔ ازواجِ مطہرات میں آپ نے سب سے زیادہ عمر پائی اور ۸۳ سال کی عمر میں ۶۲ یا ۶۳ ہجری بمطابق ۶۸۳ء میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضور ﷺ کے سلسلے سے مل جاتا ہے۔



(۷) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش (۵۹۱ء، ۶۳۱ء)

آپ کی والدہ امیہ بنت عبد المطلب حضور ﷺ کی پھوپھی تھیں، اس طرح آپ حضور ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں۔ پہلی شادی حضور ﷺ کے ایماء پر آپ کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارث سے ہوئی تھی۔ ان سے قطع تعلق کے بعد ۵۵ بمطابق ۶۲۷ء میں بحکم وحی وہ حضور ﷺ کے عقد میں آئیں۔ مقصد یہ تھا کہ لے پا لک اور منہ بولے بیٹے کے بارے میں جو غلط تصورات تھے، انہیں مٹا دیا جائے۔ نہایت سخی اور فیاض تھیں۔ حضور پاک ﷺ سے عقد کے وقت عمر ۳۶ سال اور حضور ﷺ کی ۵۷ سال تھی۔ چھ سال شرفِ صحبت حاصل رہا۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد اُمہات المؤمنین میں سب سے پہلے آپ کی وفات ہوئی۔ سن وفات متفقہ طور پر ۲۰ بمطابق ۶۳۱ء ہے۔

آپ کا سلسلہ نسب گیارہویں پشت میں حضور ﷺ کے سلسلے سے ملتا ہے، تفصیل یہ ہے:

(۳۹) کنانہ	(۳۹) اسد
(۵۰) نصر	(۵۰) دودان
(۵۱) مالک	(۵۱) ضم
(۵۲) فہر الملقب بہ قریش	(۵۲) کثیر
(۵۳) غالب	(۵۳) مرہ
(۵۴) لوی	(۵۴) صیرہ
(۵۵) کعب	(۵۵) یعمر
(۵۶) مرہ	(۵۶) زیاب
(۵۷) کلاب	(۵۷) جحش
(۵۸) قصی	(۵۸) حضرت زینب بنت جحش
(۵۹) عبد مناف	
(۶۰) ہاشم	
(۶۱) عبد المطلب	
(۶۲) عبد اللہ	
(۶۳) محمد الرسول اللہ ﷺ	

آپ قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی صاحبزادی تھیں۔ ولادت ہجرت سے ۱۵ سال قبل ۶۰۷ء میں ہوئی۔ پہلی شادی مسافع بن صفوان مصطلقی سے ہوئی۔ مسافع ۵ھ میں غزوہ مریض میں قتل ہوا۔ آپ دوسرے اسیران جنگ کے ساتھ قید ہو کر آئیں اور اسلام قبول کر لیا۔ شعبان ۵ھ میں حضور ﷺ کے عقد میں آئیں۔ چھ سال تک شرفِ صحبت حاصل رہا۔ ۵۰ھ بمطابق ۶۷۱ء میں ہجر ۵۰ سال رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

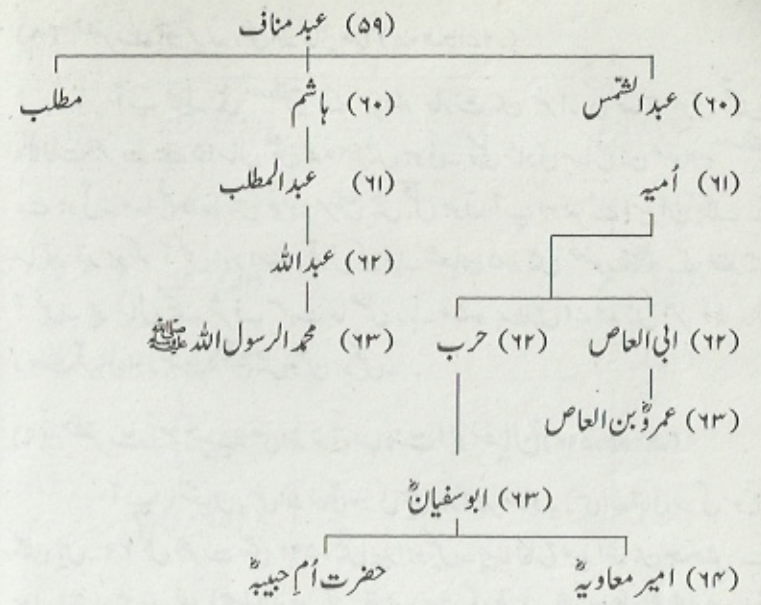
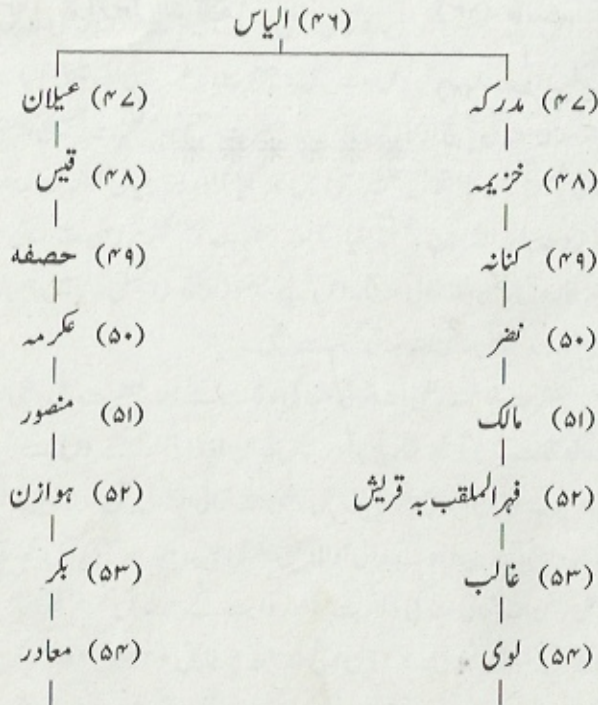
آپ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوتیلی بہن ہیں۔ ۲۹ قبل ہجرت یعنی ۵۹۲ء میں پیدا ہوئیں۔ پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا۔ ابتداء میں دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں عبید اللہ عیسائی ہو گیا اس طرح شوہر سے قطع تعلق ہو گیا۔ یہ خبر پا کر حضور اکرم ﷺ نے نجاشی شاہ حبش کے ذریعے نکاح کا پیغام دیا اور خود نجاشی نے غائبانہ نکاح پڑھایا۔ اس طرح ۳۶ سال کی عمر میں ۶ھ بمطابق ۶۲۸ء میں حضور پاک ﷺ کے عقد میں آئیں۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر ۵۷ سال تھی۔ آپ کو چھ سال شرفِ صحبت حاصل رہا۔ آپ نے ۷۳ سال کی عمر پائی اور ۴۴ھ بمطابق ۶۶۵ء میں مدینہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں حضور پاک ﷺ سے مل جاتا ہے۔

میں رمضان ۵۰ھ بمطابق ۶۷۱ء کو مدینہ میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

(۱۱) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۵۹۳ء تا ۶۰۳ء)

آپ حارث بن خزاعہ کی بیٹی تھیں اور ہجرت سے ۲۹ سال قبل ۵۹۳ء میں پیدا ہوئیں۔ پہلی شادی مسعود بن عمیر اشقی سے ہوئی۔ ان سے طلاق کے بعد ابو رہم بن عبد العزی کے نکاح میں آئیں اور ابو رہم کے انتقال کے بعد یقعد ۷ھ بمطابق ۶۲۹ء حضور ﷺ کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۶ سال اور حضور ﷺ کی عمر ۵۹ سال تھی۔ آپ حضور ﷺ کی آخری بیوی تھیں۔ آپ کو تین سال تین ماہ تک شرف صحبت حاصل رہا۔ آپ کا انتقال ۸۰ سال کی عمر میں ۶۷۳ء میں ہوا اور مکہ سے متصل سرف کے مقام پر دفن ہوئیں۔

آپ کا سلسلہ نسب انیسویں پشت میں حضور ﷺ کے سلسلے سے ملتا ہے، تفصیل یہ ہے:



(۱۰) حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۶۱۲ء تا ۶۷۱ء)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصل نام زینب تھا۔ آپ یہودی الاصل تھیں۔ باپ کا نام حمی ابن اخطب تھا، جو یہود کے قبیلے بنو نضیر کا سردار تھا۔ ماں کا نام ضرہ تھا جو قبیلہ بنو قریظہ کے سردار کی بیٹی تھیں۔ آپ ۶۱۲ء میں پیدا ہوئیں۔ پہلی شادی سلام بن مشکم بن القرظی سے ہوئی۔ اس نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی الحقیق سے نکاح ہوا۔ جنگ خیبر میں کنانہ قتل ہوا اور آپ بھی دوسرے اسیران جنگ کے ساتھ قید ہو کر آئیں اور اسلام قبول کر لیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ”یہ دو سرداروں کی بیٹی ہیں اور آپ کے لائق ہیں۔“ چنانچہ حضور ﷺ نے ان کو آزاد کر کے جمادی الآخر ۷ھ بمطابق ۶۲۹ء میں ان کو اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔ عرب میں مال غنیمت کا بہترین حصہ جو بادشاہ کے لیے مخصوص تھا، اس کو ”صفیہ“ کہتے تھے۔ اس مناسبت سے آپ صفیہ کے نام سے مشہور ہو گئیں۔

حضور ﷺ کی زوجیت میں آنے کے وقت آپ کی عمر ۷۷ سال اور حضور ﷺ کی عمر ۵۸ سال تھی۔ تین سال، نو ماہ حضور ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل رہا۔ ۶۰ سال کی عمر

آل محمد ﷺ

پچھلے صفحات میں ذکر ہو چکا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی اولاد میں تین بیٹے قاسم، عبد اللہ (بہ الملقب طیب و طاہر) ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور چار صاحبزادیاں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ تینوں صاحبزادے تو صغیر سنی ہی میں رحلت فرما گئے تھے، البتہ بیٹیاں عالم شباب تک زندہ رہیں اور چاروں کی شادیاں بھی ہوئیں۔ ان میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کوئی اولاد نہیں ہوئی، باقی تینوں صاحبزادیاں صاحب اولاد ہوئیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی امامہ اور بیٹے علی تھے جن کا صغیر سنی یا نوجوانی میں انتقال ہو گیا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال چھ سال کی عمر میں ہو گیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بنی فاطمہ

اس لیے حضور اقدس ﷺ کی نسل صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تولد ہونے والے لڑکوں سے چلی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پانچ اولادیں ہوئیں۔ حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جن کا انتقال صغیر سنی میں ہو گیا) اور دو بیٹیاں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ عبد اللہ بن جعفر طیار) اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ اس لیے حضور ﷺ کی نسل دنیا میں صرف حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے چلی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف اوقات میں آٹھ شادیاں اور کہیں۔ ان ازواج اور کنیزوں سے آپ کی ۲۸ اولادیں ہوئیں۔ (اس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کل اولادیں ۳۳ ہوئیں) لیکن دیگر ازواج سے پیدا ہونے والی اولادیں علوی ہیں، سید بہ معنی آل محمد ﷺ نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت عام روایت کے بمطابق حرم کعبہ میں ۲۲ء قبل ہجرت بمطابق ۶۰۰ء ہوئی۔ ۲۶ ذی الحج ۳۵ھ بمطابق ۲۰ جون ۶۵۶ء کو خلیفہ منتخب ہوئے۔ ۶۳ سال کی عمر پائی۔ جمعرات کو فجر کی نماز کے وقت ابن ملجم خارجی نے حملہ کر

(۵۵) کعب	(۵۵) معصہ
(۵۶) مرہ	(۵۶) عامر
(۵۷) کلاب	(۵۷) ہلال
(۵۸) قصی	(۵۸) عبد اللہ
(۵۹) عبد مناف	(۵۹) روبیعہ
(۶۰) ہاشم	(۶۰) ہرم
(۶۱) عبد المطلب	(۶۱) یحییٰ
(۶۲) عبد اللہ	(۶۲) خزان
(۶۳) محمد الرسول اللہ ﷺ	(۶۳) حارث
	(۶۴) حضرت میمونہ

کے دشمنی کیا اور دودن بعد بروز شنبہ ۱۷ رمضان ۳۰ھ بمطابق ۶۶۱ء کو وفات پائی۔ آپ کی مدتِ خلافت چار سال اور چند روز کم نو مہینے رہی۔
دیگر ازواج سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولادیں

ازواج	اولاد
۱۔ حضرت فاطمہ بنت رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہا	(۱) حسنؓ (۲) حسینؓ (۳) محسنؓ (۴) زینبؓ (۵) اُم کلثومؓ
۲۔ اُم البنین بنت خرام	(۶) عباسؓ (۷) جعفرؓ (۸) عبد اللہؓ (۹) عثمانؓ
۳۔ لیلیٰ بنت مسعود	(۱۰) عبید اللہؓ (۱۱) ابوبکرؓ
۴۔ اسماء بنت عمیس (بیوہ حضرت ابوبکرؓ)	(۱۲) یحییٰؓ (۱۳) محمد اصغرؓ
۵۔ صہبا (اُم حبیبہ) بنت ربیعہ (حضرت صدیق اکبرؓ کی عطا کردہ کنیز)	(۱۴) عمرؓ (۱۵) رقیہؓ
۶۔ امامہ بنت ابوالعاص (حضرت زینبؓ بنت رسول اللہؐ کی صاحبزادی)	(۱۶) محمد اوسطؓ
۷۔ خولہ بنت جعفر (حضرت ابوبکرؓ کی عطا کردہ کنیز)	(۱۷) محمد المعروف محمد حنفیہؓ
۸۔ اُم سعید بنت عروہ مسعود ثقفی	(۱۸) اُم الحسنؓ (۱۹) رملہؓ
۹۔ حیاة بنت امراء القیس	(۲۰) ایک لڑکی جس کا نام معلوم نہیں اور جس کا بچپن میں انتقال ہوا۔
مختلف کنیزیں جن کی تعداد اور نام معلوم نہیں۔	(۲۱) اُم بانیؓ (۲۲) میمونہؓ (۲۳) زینب صغریٰؓ (۲۴) رملہؓ (۲۵) اُم کلثوم صغریٰؓ (۲۶) فاطمہؓ (۲۷) امامہؓ (۲۸) خدیجہؓ (۲۹) اُم الکرامؓ (۳۰) اُم سلمہؓ (۳۱) اُم جعفرؓ (۳۲) جمانہؓ (۳۳) نفیسہؓ
	(حوالہ: تاریخ الامت، حصہ دوم)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵ رمضان ۳۰ھ بمطابق ۶۲۵ء

۲۸ صفر ۵۰ھ بمطابق ۶۷۰ء

ولادت ۱۵ رمضان ۳۰ھ بمطابق ۶۲۵ء بوقت شب، مدینہ منورہ میں ہوئی۔ تاریخ وفات صاحب ”تاریخ آئمہ“ کے مطابق ۴۷ سال کی عمر میں ۲۸ صفر ۵۰ھ بمطابق ۶۷۰ء میں ہوئی۔ قاضی سلمان منصور پوری نے ”الاستیعاب“ کے حوالے سے عمر ۴۶ سال اور تاریخ وفات ماہ ربیع الاول ۴۹ھ بمطابق ۶۶۹ء بتائی ہے (رحمۃ اللعالمین، جلد دوم)۔ ۲۴ ربیع الاول ۴۱ھ بمطابق ۶۶۲ء میں آپ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے تھے۔ آپ کی مدتِ خلافت صرف ۶ ماہ ۳ یوم ہے۔ آپ نے متعدد شادیاں کیں، جن ازواج اور اولاد کے نام معلوم ہیں، وہ یہ ہیں:

ازواج	اولاد
۱۔ اُم بشیر بنت ابو مسعود بن عقبہ	(۱) زیدؓ (۲) اُم الحسنؓ (۳) اُم الحسینؓ
۲۔ خولہ بنت فزازیہ	(۴) حسن ثقیؓ (ان کا عقد حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادی فاطمہ سے ہوا۔ حضرت عبدالقادر جیلانی ان کی نسل سے ہیں)۔
۳۔ اُم اسحاق بنت طلحہ	(۵) حسین الاثرمؓ (۶) طلحہؓ (۷) فاطمہؓ (۸) عمرؓ
کچھ دیگر ازواج جن کے نام معلوم نہیں	(۹) حسنؓ (۱۰) قاسمؓ (۱۱) عبد اللہؓ (۱۲) عبد الرحمنؓ (۱۳) ابوبکرؓ (۱۴) اُم عبد اللہؓ (۱۵) فاطمہؓ (۱۶) اُم سلمہؓ (۱۷) رقیہؓ

آپ کے چار بیٹوں یعنی زید، حسن ثقی، حسین بن الاثرم اور عمر سے آپ کی نسل چلی، مگر حسین الاثرم اور عمر کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب صرف زید اور حسن ثقی سے آپ کی نسل باقی ہے۔ حضرت عبدالقادر جیلانی حضرت حسن ثقیؓ ہی کی اولاد سے ہیں۔
(حوالہ: رحمۃ اللعالمین، جلد دوم از مولانا قاضی سلمان منصور پوری)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۶۶ھ بمطابق ۶۲۶ء

تا

۶۸۰ھ بمطابق ۶۸۰ء

آپ ۵ شعبان ۲۶ھ بمطابق ۶۲۶ء مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ شہادت ۱۰ محرم بروز جمعہ ۶۰ھ بمطابق ۶۸۰ء بوقت آغاز زوال میدان کربلا میں ہوئی۔ آپ نے ۵۷ سال کی عمر پائی اور ۲۵ حج پایادہ کیے۔
ازواج و اولاد کی تفصیل یہ ہے:

ازواج	اولاد
۱۔ شہر بانو بنت یزید گردشاہ ایران ☆	حضرت علی المعروف بہ زین العابدین
۲۔ لیلیٰ	حضرت علی اکبر (شہید کربلا)
۳۔ أم جعفر (از قبیلہ قضاع)	جعفر (بچپن میں وفات پائی)
۴۔ زباب بنت أمراء القیس	سکینہ (زوجہ زید بن عمر بن حضرت عثمان غنی)
۵۔ أم اسحاق	علی اصغر (شہید کربلا)
	فاطمہ (ان کا نکاح حضرت عثمان کے دوسرے پوتے عبد اللہ بن عمر بن عثمان سے ہوا تھا)۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳۸ھ تا ۹۵ھ بمطابق ۶۵۸ء تا ۷۴۰ء)

آپ کا نام علی تھا۔ کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کے لقب سجاد اور زین العابدین ہو گئے۔ شیخ مفید طوسی کے بیان کے مطابق آپ کی ولادت ۵ جمادی الاول ۳۸ھ کو

☆ شہر بانو یزید گرد کی بیٹی اور ایران کی شہزادی تھیں۔ فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں گرفتار ہو کر آئیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہہ کر کہ یہ شہزادی کسی شہزادے ہی کے لائق ہے، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کرویں حالانکہ خود آپ کے بیٹے اور مقتدر صحابی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے، لیکن یہ آل رسول کا اعزاز و اکرام تھا۔

ہوئی۔ آپ ایرانی شہزادی شہر بانو کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ موجود تھے، مگر بیماری کی وجہ سے جنگ میں حصہ نہ لے سکے تھے۔ آپ نے ۵۷ سال کی عمر پائی اور ۲۵ محرم ۹۵ھ بمطابق ۷۴۰ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

آپ کی کل ۷ ازواج ہوئیں۔ جن میں فاطمہ أم عبد اللہ، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ امام محمد باقر ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ باقی ازواج کے نام معلوم نہیں۔ آپ کے گیارہ بیٹے اور ۴ بیٹیاں تھیں، تفصیل یہ ہے:

ازواج	اولاد
فاطمہ أم عبد اللہ بنت امام حسن	(۱) محمد باقر
باقی چھ ازواج جن کے نام معلوم نہیں	(۲) عبد اللہ الباق (۳) حسن (۴) حسین (۵) زید الشہید
	(۶) عمرو الاشرف (۷) حسین الاصغر (۸) عبد الرحمن
	(۹) سلیمان (۱۰) علی (۱۱) خدیجہ الصغریٰ ☆
	(۱۲) محمد اصغر (۱۳) فاطمہ (۱۴) عالیہ (۱۵) أم کلثوم

امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ (۵۷ھ تا ۱۱۴ھ بمطابق ۶۷۷ء تا ۷۴۲ء)

آپ کا نام محمد، کنیت ابو جعفر اور لقب باقر تھا۔ آپ یکم رجب ۵۷ھ بمطابق ۶۷۷ء کو مدینہ منورہ میں حضرت فاطمہ أم عبد اللہ بنت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ کربلا میں آپ اپنے والد اور دادا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ موجود تھے، مگر اس وقت آپ کی عمر صرف ۳ سال تھی۔ واقعہ کربلا کے بعد آپ اپنے والد حضرت زین العابدین کے ساتھ مدینہ ہی میں رہے۔ آپ نے بھی ۵۷ سال کی عمر پائی اور ۷ ذی الحج ۱۱۴ھ بمطابق ۷۴۲ء کو بمقام جہدہ رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ کی ازواج کی تعداد چار ہے، جن سے ۷ اولادیں ہوئیں۔ تفصیل یہ ہے:

☆ یہ خدیجہ الصغریٰ بنت امام زین العابدین، امام ابو حنیفہ کی والدہ ہیں۔

امام جعفر صادقؑ

ازواج	اولاد
۱۔ فاطمہ	۱۔ اسماعیل (خلفاء فاطمین، اسماعیلی فرقہ، خوارج اور بوہرے حضرات آپ کی نسل سے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ امام جعفر صادقؑ کے بعد امامت ان کے بیٹے اسماعیل کو ملی۔) ۲۔ عبد اللہ فطح ۳۔ اُم فردہ ۴۔ اسحاق ۵۔ امام موسیٰ کاظم ۶۔ محمد المامون ۷۔ عباس ۸۔ علی العریضی ۹۔ اسما ۱۰۔ فاطمہ مسکین
۲۔ حمیدہ خاتون	
۳۔ دیگر ازواج	

امام موسیٰ کاظمؑ رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸ھ تا ۱۸۳ھ بمطابق ۷۴۵ء تا ۷۹۹ء)

آپ کا نام موسیٰ، کنیت ابوالحسن اور لقب کاظم تھا۔ آپ حضرت امام جعفر صادقؑ رحمۃ اللہ علیہ کی پانچویں اولاد اور چوتھے بیٹے تھے۔ ان کے بڑے بھائیوں کے نام اسماعیل، عبد اللہ فطح اور اسحاق تھے۔ آپ کی والدہ حمیدہ بربری خاتون تھیں۔ آپ ۷ صفر ۱۲۸ھ (بمطابق ۷۴۵ء) پیدا ہوئے۔

حضرات اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد امامت امام موسیٰ کاظمؑ رحمۃ اللہ علیہ کو ملی، چونکہ جناب اسماعیل کا انتقال حضرت امام جعفر صادقؑ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا مگر اسماعیلی فرقہ ان ہی کو اور ان کی اولاد کو امام مانتا ہے۔ ایک تیسرا فرقہ فطحیہ بھی تھا جو حضرت اسماعیل اور حضرت موسیٰ کاظمؑ رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے جناب عبد اللہ فطحؑ کی امامت کے قائل ہیں۔

۲۵ رجب ۱۸۳ھ بمطابق ۷۹۹ء بغداد میں آپ کا انتقال بحالت اسیری ہوا۔ بغداد سے باہر آپ کو دفن کیا گیا۔ یہ جگہ آپ کی نسبت سے کاظمین کے نام سے مشہور ہے۔

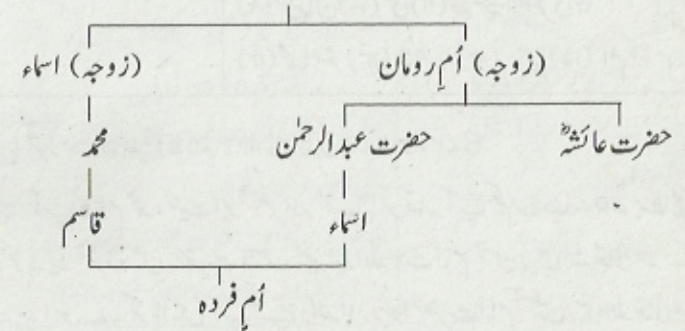
آپ کی ایک زوجہ کا نام اُم العین اور لقب طاہرہ تھا۔ یہ آپ کے فرزند امام علی رضاؑ کی والدہ ہیں۔ باقی ازواج کی تعداد اور نام معلوم نہیں۔ آپ نہایت کثیر الاولاد تھے۔ قاضی

ازواج	اولاد
۱۔ اُم فردہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؑ	(۱) امام جعفر صادقؑ (۲) عبد اللہ (۳) ابراہیم (۴) عبید اللہ (۵) علی (۶) زینب (۷) اُم سلمہ
۲۔ اُم حکیم بنت اسد بن مغیرہ ثقفی	
۳۔ لیلیٰ	
۴۔ نام معلوم نہیں	

امام جعفر صادقؑ رحمۃ اللہ علیہ (۸۳ء تا ۱۴۸ھ بمطابق ۷۰۲ء تا ۷۶۵ء)

آپ کا نام جعفر، کنیت ابو عبد اللہ اور لقب صادق ہے۔ آپ کی نانی اسما، حضرت ابوبکر صدیقؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی اور آپ کی والدہ اُم فردہ، پڑپوتی تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ



حضرت امام جعفر صادقؑ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیقؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے اس دہرے تعلق پر فخر کرتے اور فرمایا کرتے تھے: ولد نی ابوبکر مرتین۔ آپ کی عمر ۶۵ سال ۷ مہینے ہوئی۔ وصال ۱۵ شوال ۱۴۸ھ (بمطابق ۷۶۵ء) مدینہ منورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ کی ازواج کی تعداد معلوم نہیں۔ ان میں صرف دو کے نام معلوم ہیں، فاطمہ اور حمیدہ۔ آپ کی دس اولادیں ہوئیں جن میں ۷ بیٹے اور ۳ بیٹیاں تھیں، تفصیل یہ ہے:

سلمان منصور پوری نے اپنی تالیف رحمۃ اللعالمین میں آپ کے بیٹوں کی تعداد ۲۳ اور بیٹیوں کی تعداد ۳۷ بتائی ہے، مگر تاریخ آئمہ میں ارشاد اور اسلام الوری کے حوالے سے آپ کی اولاد کی کل تعداد ۳۷ بتائی گئی ہے جن میں ۱۹ بیٹے اور ۱۸ بیٹیاں ہیں۔

اولاد ذکور: (۱) علی رضا (۲) ابراہیم (۳) عباس (۴) قاسم (۵) اسماعیل (۶) جعفر (۷) ہارون (۸) حسن (۹) احمد (۱۰) محمد (۱۱) حمزہ (۱۲) عبد اللہ (۱۳) اسحاق (۱۴) عبید اللہ (۱۵) زید (۱۶) حسن (۱۷) فضل (۱۸) حسین (۱۹) سلیمان اولاد اناث: (۲۰) فاطمہ کبری (۲۱) فاطمہ صغری (۲۲) رقیہ (۲۳) حکیمہ (۲۴) رقیہ صغری (۲۵) کلثوم (۲۶) أم جعفر (۲۷) لبابہ (۲۸) زینب (۲۹) خدیجہ (۳۰) عالیہ (۳۱) آمنہ (۳۲) حسنہ (۳۳) برتیہ (۳۴) أم سلمہ (۳۵) میمونہ (۳۶) أم کلثوم (۳۷) أم ایہیا۔

امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۸ھ ۲۰۳ھ بمطابق ۷۶۵ء ۸۱۸ء)

آپ کا نام علی، کنیت ابو الحسن اور لقب رضا تھا۔ آپ ۱۱ ذیقعد ۱۳۸ھ بمطابق ۷۶۵ء میں پیدا ہوئے۔ امام موسی کاظم کے انتقال کے وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ خلیفہ مامون الرشید نے آپ کی بڑی توقیر اور عزت افزائی کی۔ اپنی بہن أم حبیبہ سے ان کی شادی کی، اپنے پاس بلا کر محل میں رکھا، امور مملکت میں اپنا مشیر بنایا اور آپ کو ولی عہد نامزد کر دیا۔ شاہی خاندان کے کسی فرد نے انہیں انگوروں میں زہر دے دیا جس کے باعث ۷ صفر ۲۰۳ھ بمطابق ۸۱۸ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ آپ نے ۵۵ سال کی عمر پائی۔

آپ کی کئی ازواج تھیں۔ صرف دو کے نام معلوم ہیں، أم حبیبہ جو ہارون الرشید کی بہن تھیں اور سبیکہ یادرہ (خیزران)۔ کتاب موالید اہل بیت اور نور الابصار میں آپ کی اولاد کی تعداد سات بتائی گئی ہے، لیکن طبری اور شیخ مفید نے آپ کی اولاد میں صرف محمد تقی کا نام لیا ہے، بہر حال شیعی روایت کے مطابق آپ کی اولاد کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ محمد الجواد (امام محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ)
- ۲۔ محمد قانع
- ۳۔ جعفر
- ۴۔ حسن
- ۵۔ ابراہیم
- ۶۔ حسین

۷۔ ایک بیٹی (نام معلوم نہیں)

امام محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ (محمد الجواد) (۱۹۵ھ ۲۲۰ھ بمطابق ۸۱۱ء ۸۳۵ء)

آپ ۱۰ رجب ۱۹۵ھ بمطابق ۸۱۱ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام محمد، کنیت ابو جعفر اور لقب تقی تھا۔ بعض مؤرخین نے آپ کی ولادت کا مہینہ رمضان بتایا ہے۔ اپنے والد امام علی رضا کی وفات کے وقت آپ آٹھ سال کے تھے۔

خلیفہ مامون الرشید کو اہل بیت سے بڑی محبت تھی، جس کی وجہ سے اس نے امام علی رضا کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور اپنی بہن کی شادی ان سے کر دی تھی۔ ان کے انتقال کے بعد اس نے ان کے خور و مال بیٹے امام محمد تقی کی بڑی توقیر و تکریم کی اور اپنی بیٹی أم الفضل کی آپ سے شادی کر دی۔

آپ نے بہت کم عمر پائی۔ صرف پچیس سال کی عمر میں ۳۰ ذیقعد ۲۲۰ھ بمطابق ۸۲۵ء کو وفات پائی اور کاظمین میں حضرت موسی کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کی کئی ازواج تھیں، جن میں أم الفضل بنت مامون الرشید کے علاوہ سمانہ کا نام معلوم ہے۔ سمانہ امام علی تقی کی والدہ ہیں۔ آپ کی اولاد میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں، تفصیل یہ ہے:

ازواج	اولاد
أم الفضل، سمانہ ☆ اور چند دیگر ازواج	(۱) علی تقی (۲) موسی (۳) فاطمہ (۴) امامہ

امام علی تقی رحمۃ اللہ علیہ (۲۱۳ھ ۲۵۴ھ بمطابق ۸۲۰ء ۸۶۸ء)

آپ کا نام علی، لقب تقی اور ہادی تھا۔ آپ امام محمد تقی کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کی والدہ سمانہ تھیں۔ صاحب ”تاریخ آئمہ“ کے مطابق آپ ۵ رجب ۲۱۳ھ بمطابق ۸۲۹ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، مگر قاضی سلمان منصور پوری نے رحمۃ اللعالمین میں آپ کی تاریخ پیدائش نصف ذی الحجہ ۲۱۲ھ بمطابق ۸۲۷ء بتائی ہے۔

عباسی خلفاء نے آپ کی بڑی قدر و منزلت کی، مگر خفیہ طور پر آپ کے خلاف سازشیں شروع ہو گئیں اور خلیفہ کو شکایتیں بھیجی جانے لگیں، لہذا عباسی خلیفہ متوکل نے

☆ سمانہ، حضرت عمار بن یاسر کی نسل سے تھیں۔

آپ کو مدینہ سے بلوایا اور سرمن رائے میں آپ کی اقامت کا انتظام کیا۔ سرمن رائے ایک فوجی چھاؤنی تھی، جو اس وقت کے عباسی دارالحکومت سامرا کے قریب واقع تھی۔ یہیں آپ نے بقیہ زندگی امن و سکون سے گزاری۔ صاحب ”تاریخ آئمہ“ کے مطابق آپ کا انتقال چالیس سال کی عمر میں ۳ رجب ۲۵۴ھ بمطابق ۸۶۸ء کو ہوا مگر مؤلف ”رحمۃ اللعالمین“ نے آپ کی عمر ۴۱ سال، ۶ ماہ اور تاریخ وفات ۲۶ جمادی الآخر ۲۵۴ھ بتائی ہے۔ آپ کی کئی ازواج تھیں جن میں سے صرف سلیل خاتون کا نام معلوم ہے، جو امام حسن عسکری کی والدہ ہیں۔

اولادوں میں پانچ کے نام معلوم ہیں، جو یہ ہیں:

ازواج	اولاد
سلیل خاتون دیگر ازواج	(۱) امام حسن عسکری (۲) حسین (۳) محمد (۴) جعفر (۵) ایک دختر جن کا نام معلوم نہیں

امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۲ھ تا ۲۶۰ھ بمطابق ۸۴۶ء تا ۸۷۳ء)

آپ کے والد امام علی نقی نے مدینہ سے منتقل ہو کر سرمن رائے میں سکونت اختیار کر لی تھی، جو ایک فوجی چھاؤنی تھی۔ اس کا دوسرا نام ”عسکر“ بھی ہے۔ اس نسبت سے آپ حسن عسکری کہلائے۔ صاحب ”تاریخ آئمہ“ کے مطابق آپ مدینہ منورہ میں ۱۰ یا ۸ ربیع الآخر ۲۳۲ھ بمطابق ۸۴۶ء کو پیدا ہوئے۔ مؤلف ”رحمۃ اللعالمین“ نے ولادت کا سن تو یہی لکھا ہے، مگر مہینہ رمضان بتایا ہے۔ کچھ اور مؤرخین آپ کا سن ولادت ۲۳۱ھ بھی بتاتے ہیں۔

آپ نے ۲۸ سال کی عمر پائی اور سرمن رائے میں ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ بمطابق ۸۷۳ء کو وفات پائی اور وہیں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کی کئی ازواج تھیں، جن میں سے ایک رومی خاتون زرجس یا زگس نامی تھیں۔ یہی امام محمد مہدی کی والدہ تھیں۔

امام محمد المہدی رحمۃ اللہ علیہ (تاریخ پیدائش ۲۵۵ھ بمطابق ۸۶۹ء)

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ آپ امام حسن عسکری کے بیٹے ہیں۔ ”تاریخ آئمہ“ کے مطابق آپ ۱۵ شعبان ۲۵۶ھ بمطابق ۸۷۰ء کو پیدا ہوئے۔ مؤلف ”رحمۃ اللعالمین“ نے تاریخ پیدائش ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ بمطابق ۸۶۹ء بتائی ہے جو زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اپنے والد کی وفات کے وقت ان کی عمر ساڑھے چار سال بتائی گئی ہے۔

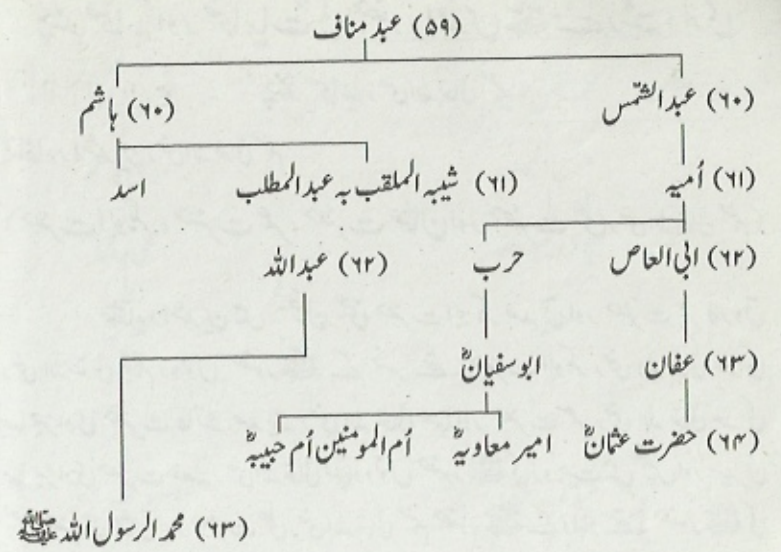
آپ کی والدہ کا نام زرجس یا زگس تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ قیصر روم کی پوتی تھیں اور دوسرے جنگی قیدیوں کے ساتھ قید ہو کر آئی تھیں۔ امام علی نقی نے اپنے ایک آدمی، بشیر بن سلیمان بردہ فروش کو بغداد بھیج کر انہیں دو سواشر فیوں میں خریدا۔ وہ آکر مسلمان ہو گئیں اور امام علی نقی نے ان کا نکاح اپنے بیٹے امام حسن عسکری سے کر دیا جن سے امام محمد المہدی پیدا ہوئے۔

عجیب بات یہ ہے کہ ان کے خاندان والوں کو ان کی ولادت کا کوئی علم نہیں۔ امام حسن عسکری کے حقیقی بھائی جعفر بن علی نقی اور خاندان کے دوسرے افراد کا بیان ہے کہ امام حسن عسکری لا ولد فوت ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد حکومت وقت نے بھی تحقیق کے بعد یہی طے کیا تھا کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی، چنانچہ آپ کا ترکہ آپ کے بھائی اور دوسرے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا تھا، مگر شیعی حضرات کے نزدیک آپ کی ذات بہت اہم اور عظیم ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ آپ کی ولادت کو خاندان والوں سے پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ اپنے والد کی وفات سے پہلے جب آپ کی عمر صرف ساڑھے چار سال تھی، آپ قرآن کریم کا اصلی نسخہ، دوسری آسمانی کتابیں اور انبیاء علیہم السلام کے تبرکات جو نسل بعد نسل خاندان میں چلے آ رہے تھے، لے کر سرمن رائے کے ایک غار میں غائب ہو گئے (اسی لیے ان کو امام غائب کہتے ہیں)۔ اب یہ قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے (اس لیے ان کو مہدی موعود بھی کہتے ہیں، اسی وجہ سے ان کو ”امام الباقی“، ”امام منتظر“ اور ”امام قائم“ بھی کہا جاتا ہے)۔

دیگر علماء انساب کا بیان

دیگر علماء انساب کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی ذریت کا سلسلہ صرف سوا دو یا اڑھائی صدیوں کے بعد بھی منقطع نہیں ہوا، بلکہ جاری ہے اور ان شاء اللہ تاقیامت

129



حضرت ابوسفیانؓ اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

جیسا کہ اوپر کے شجرے سے واضح ہے کہ حضرت ابوسفیانؓ حضور ﷺ کے خسر اور امیر معاویہؓ سالے تھے۔ حضرت ابوسفیانؓ کی بیٹی اور حضرت امیر معاویہؓ کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی زوجہ تھیں۔

حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ربیع، حضور ﷺ کے داماد تھے۔ بعثت سے پہلے حضور ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آپ سے شادی ہوئی تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابو العاص کی خالہ زاد تھیں۔ ابو العاص ابتداء میں ایمان نہیں لائے تھے، اس لیے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو چھوڑ کر مدینہ منورہ آ گئی تھیں۔ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصہ لے کر اسیر بھی ہوئے تھے، پھر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سفارش پر آزاد ہوئے۔ بالآخر چھ یا سات ہجری میں مدینہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے اور پھر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تجدید نکاح ہوا۔

حضرت حمزہ، حضرت عباس اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سید الشہداء حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضور ﷺ کے چچا تھے اور مفسر قرآن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے چچا زاد بھائی تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہالہ بنت وہب کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ہالہ عبد المطلب کی بیوی اور حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن تھیں۔ اس رشتے سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے خالہ زاد بھائی بھی ہوئے۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کانام صفیہؓ تھا، جو عبد المطلب کی بیٹی تھیں اور ہالہ بنت وہب کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں، جن سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پیدا ہوئے۔ اس طرح حضرت صفیہؓ اور حضرت حمزہؓ کے بہن بھائی تھے۔ پہلی شادی ابوسفیان کے بھائی حارث سے ہوئی تھی۔ حارث کے انتقال کے بعد ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی عوام بن خویلد سے شادی ہوئی، جن سے حضرت زبیرؓ پیدا ہوئے، لہذا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس کے پھوپھی زاد بھائی ہوئے۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور حمیر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضور اقدس ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کے رشتہ دار تھے اس لیے رشتے میں ماموں تھے۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابوطالب کے بیٹے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی اور حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔

حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور ﷺ کی پھوپھی امیمہ کے بیٹے، آپ ﷺ کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی تھے۔ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی تھے۔ اس طرح حضور ﷺ کے سالے بھی ہوئے۔

عبداللہ بن اسد (المعروف بہ ابو سلمہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اسد کے بیٹے اور ہاشم کے پوتے تھے۔ اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر تھے اور حضور اقدس ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ حضور ﷺ نے چند روز ابو لہب کی کنیز ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔ ابو سلمہ، حضرت حمزہ اور عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی ثویبہ کا دودھ پیا تھا، اس رشتے سے یہ سب رضاعی بھائی تھے۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارث

حضور ﷺ کے آزاد کردہ محبوب غلام جنہیں آپ نے اپنا متبنیٰ بنایا تھا۔ تمام صحابہؓ میں صرف آپ ہی کا نام قرآن کریم میں مذکور ہے اور یہ بہت بڑا شرف ہے۔

حضرت خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حذافہ

قدیم الاسلام تھے۔ اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر تھے۔ قبیلہ بنو سہم سے تعلق تھا۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابتدائے نبوت میں ایمان لائے۔ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر تھے۔ حضور اقدس ﷺ کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی تھے۔

حضرت بوسیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی رفیم

حضور اقدس ﷺ کی پھوپھی برہ بن عبدالمطلب کے بیٹے اور حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ قبیلہ بنی عامر بن لوی سے تعلق تھا۔ قدیم الاسلام تھے۔ ان کی بیوی اُم کلثوم بنت سہیل بن عمرو اور ابو جندل کی بہن تھیں۔

حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو

قدیم الاسلام تھے اور اُم المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ربیعہ کے پہلے شوہر تھے۔ تعلق قبیلہ بنی عامر بن لوی سے تھا۔

حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن زمعہ

قدیم الاسلام تھے اور اُم المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی تھے۔

حضرت طلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمیر

حضور ﷺ کی پھوپھی اروی بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور آپ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناپیدنا صحابی تھے۔ اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ ان کی والدہ اُم مکتوم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد خویلد بہن بھائی تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور ﷺ کی خالہ اُم سلیم کے بیٹے تھے۔ اس طرح یہ حضور ﷺ کے خالہ زاد بھائی تھے۔

چند صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن جحش حضور ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی اولاد تھے۔ اس طرح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی زوجہ ہونے کے علاوہ آپ کی حقیقی پھوپھی زاد تھیں۔

حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش کی بہن تھیں، اس طرح حضور ﷺ کی سالی ہوئیں۔ ان کے شوہر مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمیر غزوہ احد میں شہید ہوئے، اس کے بعد حضرت ابوطلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی ہوئی جن سے دو لڑکے پیدا ہوئے، محمد اور عمران۔

زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی سلمہ

آپ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر (ابو سلمہ) سے پیدا ہوئیں۔ ابو سلمہ کے انتقال کے بعد جب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی زوجیت میں آئیں تو زینب بنت ابی سلمہ نے حضور ﷺ کی آغوش میں پرورش پائی۔

حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبید اللہ بن جحش

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی شادی عبید اللہ بن جحش سے ہوئی تھی، ان سے حبیبہ پیدا ہوئیں۔ عبید اللہ بن جحش کا انتقال ہونے کے بعد حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کے عقد میں آئیں تو اس وقت سے حبیبہ کی پرورش آغوش رسول ﷺ میں ہوئی۔ ان کی شادی داود بن عروہ بن مسعود سے ہوئی، جو قبیلہ ثقیف کے رئیس تھے۔

صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبدالمطلب

حضرت صفیہ حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کی بیٹی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی بہن تھیں چنانچہ حضور ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت صفیہ کی والدہ کا نام ہالہ تھا

جو حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ کی بہن تھیں، اس طرح پھوپھی ہونے کے ساتھ آپ حضور ﷺ کی خالہ زاد بہن بھی تھیں۔ پہلی شادی ابوسفیان کے بھائی حارث سے ہوئی۔ حارث کے انتقال کے بعد ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی عوام بن خویلد سے شادی ہوئی، جن سے حضرت زبیرؓ پیدا ہوئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت اسد

حضرت فاطمہ اسد بن ہاشم کی بیٹی اور حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کی بھتیجی تھیں۔ جناب ابوطالب سے نکاح ہوا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ تھیں۔ ان کے شوہر ایمان نہیں لائے تھے مگر وہ خود مشرف بہ اسلام ہو گئی تھیں۔ ابوطالب کی وفات کے بعد حضور ﷺ کی مددگار رہیں۔ حضور ﷺ کی زندگی میں وفات پائی، حضور ﷺ نے اپنی قیص کا کفن دیا اور قبر میں پہلے خود لیٹ کر برکت دی۔

حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی نواسی اور سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق مغیرہ بن نوفل سے نکاح ہوا، جو عبدالمطلب کے پڑپوتے تھے۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فاختہ نام تھا، ام ہانی کنیت ہے۔ حضور ﷺ کے چچا ابوطالب کی دختر، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حقیقی بہن تھیں۔ نکاح ہبیرہ بن عمرو (بن عائد) مخزومی سے ہوا اور چار اولادیں ہوئیں۔ عمرو، ہانی، یوسف اور جعدہ۔ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا

برکہ نام اور ام ایمن کنیت تھی۔ حضور ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی کنیز تھیں۔ حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد حضرت آمنہ کے پاس رہنے لگی تھیں۔ حضور ﷺ کی پرورش ان ہی نے کی۔ بعثت نبوی ﷺ کے بعد مسلمان ہو گئی تھیں۔ پہلا

نکاح حارث بن خزرج کے خاندان میں عبید بن زید سے ہوا۔ شوہر کی وفات کے بعد حضور ﷺ نے ان کا نکاح اپنے محبوب آزاد کردہ غلام حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حارث سے کر دیا تھا۔ دو اولادیں ہوئیں، پہلے شوہر سے امین اور دوسرے شوہر (حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جنہیں حضور ﷺ سے بے حد محبوب رکھتے تھے۔ حضور ﷺ امین کو اپنی ماں کہتے تھے۔

حضرت اُم الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

لبابہ نام، اُم الفضل کنیت اور کبریٰ لقب تھا۔ اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی اخیانی بہن تھیں، اسی طرح لبابہ زوجہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سلمیٰ زوجہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسماء جو جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب تھیں، وہ بھی اُم الفضل کی اخیانی بہنیں تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر اولادیں ان سے پیدا ہوئیں۔ ان کے بیٹے صاحب علم و فضل تھے، جن کے نام یہ ہیں: فضل، عبد اللہ، معبد، عبید اللہ، قشعم، عبد الرحمن اور اُم حبیبہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔

حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اُم سلیم، سلمیٰ بن زید کی پوتی تھیں۔ سلمیٰ عبد المطلب کی والدہ تھیں، اس لئے اُم سلیم حضور ﷺ کی خالہ مشہور ہوئیں۔ مدینہ میں ابتدائے اسلام میں مسلمان ہوئیں۔ پہلی شادی مالک بن نصر سے ہوئی۔ اس کے اسلام نہ لانے کی وجہ سے علیحدگی ہو گئی۔ جب ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کے عقد میں آئیں۔ پہلے شوہر سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے جن کو انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت کے لئے پیش کر دیا تھا۔ حضور ﷺ سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ حضور ﷺ اکثر ان کے مکان پر تشریف لاتے اور دوپہر کو آرام فرماتے۔

حضرت اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اُم سلیم کی بہن اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خالہ تھیں۔ قبائیں قیام تھا۔ حضور ﷺ جب قبا تشریف لے جاتے تو اُم حرام کے گھر

جاتے اور کھانا تناول فرماتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جب آپ کی اجازت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبرص پر بحری حملہ کیا تو حضرت ابوذر، حضرت ابوذر داؤد اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حضرت اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھیں۔ واپسی میں سواری پر چڑھتے ہوئے گر پڑیں اور وفات پائی۔

حضرت اُم حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اُم حکیم کی والدہ فاطمہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں۔ شادی عکرمہ بن ابی جہل سے ہوئی، جو ان کے چچا زاد تھے اور جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ اجنادین کے معرکے میں عکرمہ داؤد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ام حکیم کا خالد بن سعید بن العاص سے نکاح ہوا لیکن ویسے کے بعد ہی رومیوں کے حملے میں خالد بن سعید بھی شہید ہو گئے۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ماں کا نام ہند (خولہ) بنت عوف تھا۔ قبیلہ کنانہ سے تعلق تھا۔ اس بنا پر ام المومنین حضرت میمونہ اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخیانی بہنیں تھیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تین شادیاں ہوئیں۔ پہلی شادی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ ان سے محمد، عبد اللہ اور عون پیدا ہوئے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں، جن سے محمد تولد ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی ہوئی، جن سے یحییٰ پیدا ہوئے۔ ۴۰ھ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔

حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اور اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بڑی بہن تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عمر میں دس سال بڑی تھیں۔ اس طرح یہ حضور ﷺ کی سالی تھیں۔ ان کا لقب ”ذات البیضاء“ تھا۔ شادی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، جن سے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا

ئے۔ اُنہیں لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضور پاک ﷺ نے حضرت
 عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں لیا اور اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا۔
 مرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو اپنا متبہ بنا لیا تھا، اس لئے ان کی کنیت اُم
 عبداللہ مشہور ہو گئی۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر سو سال ہوئی، بہت بہادر خاتون
 تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے چند دن بعد آپ کا انتقال ہوا۔ اولاد کے
 یہ ہیں: عبداللہ، منذر، عروہ، مہاجر، خدیجہ، اُم الحسن اور عائشہ۔

فرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور اکرم ﷺ کی رضاعی ماں تھیں۔ یہ وہ خوش نصیب خاتون ہیں جنہیں
 مور ﷺ کو دودھ پلانے کی خدمت سپرد ہوئی اور انہوں نے چار برس تک حضور ﷺ
 سینے سے لگائے رکھا۔ بعد میں بھی حضور ﷺ ان کی عزت و توقیر کرتے رہے۔ ایک
 مدینہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضور ﷺ نے اپنی چادر بچھا کر
 ت عزت و اکرام سے اُنہیں بٹھایا۔

فرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رشتے میں حضور ﷺ کی خالہ تھیں۔ ان کی شادی عثمان بن مظعون سے ہوئی۔

فرت اُم رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ، اُم المومنین حضرت عائشہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر کی والدہ اور حضور ﷺ کی ساس تھیں۔

اس کتاب کے مؤلف جناب محمد نیکل احمد روم کے نامور ادیب، محقق، شاعر، نقاد اور شاعر ہیں۔ آپ بی بی (ذات) کے قدیم شہر دہلی میں ۱۹۲۱ء میں پیدا ہوئے، تعلیم بریلی میں حاصل کی، ۱۹۴۱ء میں ایم اے (اقتصادیات) کا امتحان فرسٹ ڈیویژن میں پاس کیا اور ایک سال لندن سکول آف اکنامکس میں ریسرچ سٹارڈ رہے۔ ۱۹۵۰ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے اور ۱۹۸۱ء میں وزارت امور اقتصادیات، حکومت پاکستان، اسلام آباد سے ڈپٹی آفائیک ایڈوائزر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

آپ کے مضامین نامور غالب علی سی میں ملک کے معاصر ادبی حوالہ میں شائع ہونے لگے تھے اب تک مختلف موضوعات پر آپ کی تین کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور ہر کتاب میں قیمتی رنگ غالب ہے۔ چند کتابوں کے نام یہ ہیں:

- (۱) انیسویں قزاق (تین ختم جلدوں میں)
- (۲) نعل انیس
- (۳) رسول خاتم
- (۴) ظفر و شیریں
- (۵) عشق و بشر
- (۶) آئینہ الہیت
- (۷) خواجہ خواجگان
- (۸) اردو شاعری پر ایک نظر
- (۹) تذکرہ شاعرات اردو (یہ ایک ختم اور اردو میں اپنے موضوع پر واحد کتاب ہے)۔
- (۱۰) اقتصادیات
- (۱۱) سہ ماہی نظم (پونہ صدی تہری سے چودھویں صدی تہری یعنی موجودہ دور تک فارسی اساتذہ کے کلام کا انتخاب)



فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور، راولپنڈی، کراچی

Rs. 120.00

ISBN 969-0-01791-8



9789690017918